

بلوچستان صوبائی اسمبلی



مباحثات

(پنج شنبہ ۲۲ جون ۱۹۷۴ء)

نمبر شمار	فہرست مضمایں	عنوان
۱		تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔
۲		سوالات۔ پوائنٹ آف آرڈر (جواب دینے کے موقع پر متعلق وزیر کا غیر حاضر ہوا)
۳		بلوچستان مالی بلنس ۱۹۷۴ء۔
۴		میزانیہ برائے سال ۱۹۷۴ء پر عام بحث۔



بلوچستان صوبائی اسمبلی

پہلی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دوسرا اجلاس

پنج شنبہ ۲۲ جون ۱۹۴۲ء

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیریز دسالگز ماذن ہاں، کوئٹہ، میں تیار صورت سردار محمد خان

بارودی سپکر بلوچستان صوبائی اسمبلی برقت مرتبے فتح شروع ہوا
تلادت کلام مجید در ترجمہ از مولوی محمد شمس الدین صاحب رضی اسپکر
بسم اللہ الرحمن الرحيم

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مَّنْهُمْ فَلَمَّا تَوَدَّهُ مَا حَذَّرَهُمُ الْعَذَابُ
هُمْ ظَلَمُونَ ۝ فَكُلُّو مِمَّا رَزَقْنَاهُ اللَّهُمَّ حَلَّ لَأَنْتَ طَيَّابٌ أَشَكْرُ وَالْفَتَّ.
اللَّهُ أَنْ كُنْتَمْ أَيَاكُمْ أَعْيُدُ وَنَ ۝ أَنْتَمْ حَرَمٌ عَنْكُمْ الْحَيَاةُ وَالْمَوْتُ
الْخَيْرُ يَرِيكُمْ مَا أَهْلُ لِغَيْرِ اللَّهِ ۝ بِهِ مِنْ أَنْطَرٍ غَيْرَ مَا نَعْلَمُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ غَفُورٌ ۝ مَحَيِّمٌ ۝ كَلَّا لَتَقُولُوا إِنَّمَا تَعْفُ السَّكِّرُ الْكَذَبُ هِيَنَا
حَلَلَ هَذَا حَرَامٌ ۝ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذَبُ ۝ أَنَّ الَّذِينَ لِيَغْتَرِبُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذَبُ لِلْغَافِرِينَ ۝ مَتَاعٌ تَقِيلٌ ۝ وَلَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ پارہ ۱۳۷

ترجمہ: اور انکو پنج چکا رسول اپنی میں کا پھر اس کو جھلایا پھر کپڑا انکو عذاب نے اور دہ
گھنگھا رہتے۔ سو کھاڑا جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اس پاک اور شکر کرد اللہ کے احوال کا۔ اگر
تم اسکو پوچھتے ہو ہی سرو اکیا ہے تم پر ردہ اور ہوا در سو رکا گوشت اور جس پر تاں پکارا، اللہ کے
سوائے کسی کا، پھر جو کوئی تاہماً پوچھائے تندہ کرتا ہو اور زیارتی تو اللہ بخششہ والامیران ہے۔ اور مت کہو
پری زیارتی کے صحبوٹ تباہتے سے کہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، کہ اللہ پر صحبوٹ باذ صورتے شک جو باہت
ہیں، اللہ پر جھلا پہنچ پائتے، تھوڑا اسابر ت لیں اور انکو دکھل کی ماریجے،

میر اسکندر - وقفہ سوالات، میال سیف الدین پاچھہ

میال سیف الدین پاچھہ سوال نمبر ۲

Point of order Sir,

جامع میر غلام ق دخان

The Minister concerned is not present Sir. Perhaps he has not prepared himself for answers.

میال سیف الدین پاچھہ مزید پوانت آف ارڈر سر

قائد الیوان

(سردار عطاء اللہ مغل) جناب والا روز کے سنت کرنی بھی وزیر دوسرے وزیر کی غیر حاضری میں سوالات کا جواب دے سکتا ہے۔ معزز میر خوش قصتی سے وزیر دوسرے بھی کچھ ہیں اور انکو اس کا تجھر بھی ہے کہ انکی عدم موجودگی میں اور وہی نے سوالات کے جوابات میتھے ہیں، انہوں نے بھی اور کسی دوسری کی عدم موجودگی میں سوالات کے جوابات دیتھیں!
میر اسکندر آپ موجود ہیں!

میاں سیدف الدخان | نہیں جناب اپنی متعلقة ذریں سے جوابات سنئے سے چھاماً مقدم
حل نہیں ہو گکا، ذریں متعلقة پوری طرح تیار ہو کر آتی ہے اور دی ۱۰۰ اس قابل ہوتا ہے کہ صحنی سوالات
کے جوابات بھی دے سکے، اب یہ جو اپناں میرگل خان نصیر کے ذمے ڈیلوٹی لکائی گئی ہے، تو
شاید مولوی صاحب گھبرا کرے ہیں۔ یاد رکھنے ہیں، میرگل خان نصیر نے تو کوئی Preparation
نہیں کی ہو گی پھر وہ ہمارے صحنی سوالوں کے جوابات کیسے دے سکیں گے؟

قائد الیوان | جناب میں معزز حمیر کو یہ لیکن دلاتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بارے میں غلط انداز
لگایا ہے کہ ان سے بھی کوئی فرستا ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے

میاں سیدف الدخان پر الجھہ | شراب کا معاملہ ہے جی۔ اس وجہ سے وہ شاید پڑھاضر
ہو گئے۔

مہماں سپکھتا | تو آپ دیکھیں شاید آپ کو تسلی ہو۔

جام امیر غلام قادر خان | تو جناب والا! اس سے تقدیق ہو گئی کہ مولوی صاحب
جو متعلقة حکمہ کے دریں ہیں۔ ایوان کے سامنے اسکے تشریف نہیں لائے کہ مباراہہ اسلام
کے خلاف میزدھ کے بارے میں ایسی بات نہ کہہ دیں، جو موجودہ حکومت کے مشارک کے مخالف ہو۔

قائد الیوان | جناب جام صاحب خود سالہاں تک ایسی غیر اسلامی حکومتوں سے مشکل
رہے، جن کے درمیں شراب کا آزادانہ استعمال ہوتا رہا۔ انہوں نے اس درقت کوئی پرداہ
نہ کی۔ اب اگر مولوی صاحب ایک گھنٹے کیلئے ہیں آئے، تو کیا ہوا۔ انہیں کچھ کام پڑ گیا۔
اس نے نہ آئے۔

جامِیر غلام ق درخان : جناب والا۔ اس سے پیدا اس فکر کی دلیل کوئی مولوی نہ تھا، پھر موقع
ہے کہ کوئی مولوی صاحب تھکر ایک انسان کے دری مفتر بھئے ہیں

قائدِ الوال ہم نے اسلامی کام کیا ہے، اسلئے آپ نے بات کہہ رہے ہیں

مسٹر اسپیکر کس روں کا آپ حوالہ دے رہے ہیں، سردار صاحب؟

قائدِ الوال جناب، اسمبلیوں میں اس قسم کی پرچشیں رہی ہے

مسٹر اسپیکر پرچشیں ہیں جی روز کی بات کریں۔

Jam Mir Ghulam Qadir Khan :-

Sir, therefore, I request, through this house,
to the honourable Chief Minister that he may kindly send this question for
the concerned Minister to answers.

Leader of the House :-

Sir, Let me see the rules of Procedure and if there is
no rule I shall not press for it.

Mr. Speaker :-

Any how it is found that the Minister concerned is mysteriously
missing. Therefore these questions will be taken up next time

چاہم میر غلام قادر خان | شکریہ خاں

میرا سپکر | وزیر خزانہ اپنال پیش کریں گے،

چاہم میر غلام قادر خان

خاں والا مجھے پوئٹ کاف آرڈر اٹھانے میچے
میرا پر اتنے کاف آرڈر ہے ہے کہ متعلقہ وزیر کو اپنی نشست سے بل پیش کرنا چاہئے

میرا سپکر | جی ان میں نے کہہ دیا ہے کہ وزیر خزانہ اپنال پیش کریں گے،

چاہم میر غلام قادر خان

he is not on his seat Sir.

جی ہاں۔

وزیر خوارک وزراہوت (سردار عبدالرحمان)

Point of order Sir,

I beg to invite your attention to Rule 43 (3) which reads :-

If a question being called, it is not put or the member in whose name it stands, is absent, the Speaker at the request of any other member may direct that the answer to it be given."

میرا سپکر

It is for the members and not for Ministers. Please take your seat.

وزیر خزانہ بل پیش کریں

Finance Minister :-

Mr. Speaker - Sir, I now present the Baluchistan Finance Bill 1972.

Mr. Speaker The Bill stands introduced. And now general discussion on the Budget will start.

چاہ مہر غلام ق ادرخان میں بحث شروع کرتا ہوں

خاپ والا! آج صورہ بھوپال کا خارے کا بحث (Deficit Budget)

ایوان کے زیر بحث ہے، علم رہنمائی خواہیں اور امکنون کا مفہوم ہوتا ہے، مجھے نہیں ملت کہ اس بحث سے عوام نے کیا فریبا ہے، والشہر دل اور حافظوں نے اس پر کیا درمیں ظاہر کیا ہے، اس مضمون میں مجھے کچھ علوم پس، البتہ میں اگر دنیہ باندھ سیر کی تقریر کے اخراج سے پرواہنہ دوں قدریہ میری کوتا ہی ہوگی،

خاپ والا! ابھی ایوان میں مجھے پلے یہ معلوم نہیں تھا جیسا کہ محترم گل نان لفیر صاحب نے ہمیں میں، والشہر اور بڑا شاہزادہ تھا، جنہیں مخفی رقص دسرو د کے پانی ہار گا خطاب جو دیا گیا ہے، میں قلعہ گستاخی نہیں کر رہا، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کامانی آئینے کی طرح صاف رہا ہے، اور اس پر کوئی داشت نہیں ہے مجھے ان جیسے رہنمائے قلعہ ای تو قع د نہی، کہ وہ اس ایوان کے ساتھ کہ جس میں ملک کی تقدیریں بنیتی ہیں، چہاں پر قومی سائل پر بحث ہوتی ہے وہ ایسے اہم ادارے میں تقریر کرتے ہوئے ظفر و تشیع اور سیاسی مذاق کی باتیں کریں گے،

خاپ والا! اس ایوان میں جو باتیں میرے پارے میں اٹھوں نے ہمیں میں ان پر غمز خود کرنا ہوں کہ میرے دامن پر کم از کم خون کے دھے ہمیں ہیں اور حشر کے روڈ نجور پر ایسا نہ ہو جگہا، کہ میں نے لوگوں کی گوردوں سے لشکر پھول کو چھینا ہیں نے عورتوں کو ایکجہے شوہروں سے خود کیا ہیں نے لوگوں سے مال و متعار چھیٹا، اور یہ گناہ اور یہ خون میرے دامن پر لیکیا ہیں ہے خاپ والا! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آزادی کے نام پر سید کے عوام کو جس طرح مل کیا گیا، انکا مال نہیں گیا، تو کیا میرے محترم درست نے کبھی بھی میرے ساتھ ہمدردی کا ایک لفڑی بھی کیا، اسی مقصد کے لئے بھوپال کی حکومت قائم ہوئی تھی، آغرا سید کے عوام نے آپ کا کیا بھکڑا تھا، جیسا کہ میرے محترم درست نے کہا کہ ہم نے ہٹے تلمذ دستم کئے ہیں، لوگ ہم سے بیزار ہیں تو خاپ والا میں مطالبہ کتا ہوں کہ آپ ذرا لفیر نہیں کر اسکے دیکھیں سید کے عوام سے پوچھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے وہ آپ لوگوں سے بیزار ہیں یا مجھ سے۔

میں کوئی غلط بات نہیں کہہ رہا، بلکہ تھائیں بیان کر رہا ہوں ، لوگوں کے رجحانات ایسے کیوں ہیں؟
وہ بلوچستان کو جپور کر کریں چاہئے ہیں؟

اگر سیدہ کے عوام سے ہے پوچھا جائے کہ آیا وہ بلوچستان میں رہنا چاہئے ہیں تو مجھے لفظ
ہے کہ وہ بلوچستان سے باہر جانے پر خوش ہوں گے، مجھے اس بات کا بہت انبوش ہوا، جب
حضرم چیف منٹر صاحب نے یہ کہا کہ وہ میرے پڑوں کی ہیں جو رشتہ انکو مجھ سے ہے وہ لے سے
بھی بھول سکتے ہیں ، وہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں تو ان کو اپنی طرح
سے معلوم ہے کہ میں نے کیا سرمایہ جمع کیا ہے ، اور کیا نوٹ کھوٹ کی ہے، خاب والا میں
دیوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیک بیٹیں آج بھی محل خان تغیر صاحب کے بیک بیٹیں
ہے کم ہے ، میں وزیر موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے بیک بیٹیں ملاطفہ کر سکتے ہیں
مگر کی چاہیاں ان کے خواہ کرتا ہوں

خاب والا! چونکہ مجھ پر ذاتی حلقے کئے گئے تھے، اس نے مجھے اپنی صفائی میں چند
گز دشات کہنا پڑیں، درخت میں اپنی تقریر کو بجھٹکنک ہی مدد د رکھنا چاہتا تھا، یہاں پر
والیاں سیاست کے تعلق کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ میں اتنا کہوں گا کہ ایک ذاتی ریاست کی پیدا کردہ
شخصیت حضرم وزیر صاحب خود بھی موجود ہیں - جیسا کہ میں تھے کل عرض کیا تھا۔ نشیل پارٹی
کی بنیاد رکھنے والا بھی ایک ذاتی ریاست ہی تھا، آخر کدر اپنی کی شہ پر خان قلات کو
میں جانا پڑا تو کس نے، کسی عیش پرستی کیئے نہیں، کسی غلط کاری کی وجہ سے انکو جیل میں
ہیں والا گیا، اس وقت ہمارے وزیر حضرم چاہتے تھے، حکومت کو شک ہوا میں نہیں کہتا
کہ یہ شک درست تھا یا غلط تھا، بہر حال اسی شک کی بنابر خان قلات کو جیل کی چار دیواری
دیکھنی پڑی، اور یہ کہنا کہ ہم لوگ حکومت کے چیلے رہے ہیں اور حکومت کے ساتھ نہادن
کیا ہے، تو میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بھی صحیح بات نہیں ہے، اگر ہم حکومت کے لئے نزدیک ہوتے
تو اس ایوان کے معزز ارکین کو معلوم نہیں ہے، اور بلوچستان کے عوام کو بھی علم نہیں ہے، لیکن
آج میں اس ایوان میں دہ بائیں بتاؤ ہوں کسی کو معلوم نہیں ہے، یہ سردار ما جبان کس شکل میں
جنگ آزادی لڑ رہے تھے، پہاڑوں میں رہ رہے تھے، اور حکومت سے لڑ رہے تھے

تُو حباب دلا ! مدد و مدد میں اُنہوں

نے محمد پر الزام لگایا۔ اور مارچل لار کی عدالت میں مجھے بیجا لایا گیا۔ کہ میں نے پانچ لاکھ روپے
آدمی کراچی شہر پر قبضہ کرنے کیلئے جن کرنے ہیں۔ اگر ہم حکومت کے لئے نزدیک ہوتے
 تو ہم پر ہے الزام دلگھے جاتے۔ اور یہ تکمیل ہمیں ذوقی جاتی، البتہ یہیں اگر نہیں بھیجا تو
 یہ ایک خادشی کی بات تھی، گوہ بیج سکتے تھے، دوسری بات یہ کہ ہم سابقہ اسمبلیوں میں رہے
 ہیں، ہم مان لیتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ یہ بھی ملتے ہیں کہ ہم نے حکومت کے ساتھ تعاون
 کیا۔ تعاون کے لئے بہت سی دجوہات ہیں، گذشتہ اسمبلیوں کی کارروائیاں موجود ہیں، سماں
 میں ہماری تقریبیں اور تحریکیں موجود ہیں۔ تحریک اتحاد حکومت کی پارٹی میں رہ کر کسی
 نے پھش پھیک کی۔ لیکن ہم نے انتوا کی تحریکیں بھی پیش کی� اس کا ثبوت اب بھی میرے
 پاس موجود ہے، اسمبلیوں کی کارروائیاں موجود ہیں۔ انکو دیکھا جاسکتا ہے، یہ کہہ دینا کہ ہم نے
 کچھ نہیں کیا۔ یہ ہم نے عوام کی نمائندگی نہیں کی ہے۔ تو یہ صریحًا غلط بیانی ہے

خباب والا! اگر ہم عوام کی نمائندگی کرتے تو آج اس بیانی میں سچتہ سڑک نہ ہو۔ اگر
 اس بیانی کی سڑک نہ ہو تو مکران کے پہاڑا جو اس بیانی اور مکران کے درمیان حائل ہیں
 وہ خود بخود ٹوٹ کر سڑک نہیں بن سکتے تھے، آج حالت یہ ہے کہ آپ اگر بیج مکرالا سے
 چیز تو شام کراچی پانچ سکتے ہیں اس علاقے میں ٹیلیفون نہیں تھا، آج دہاں ٹیلیفون ہی
 چہاں سکول، کام لمح، بیانات اور ٹیکب دیلز نہیں تھے، دہاں آج یہ سب کچھ موجود ہیں
 ٹیکب دیلز اور ایریکیشن کی اسکیں ہیں کیا یہ تھا؟ باقی کاغذی ہیں؟ کیا یہ سب کچھ خود بخود ہو
 گیا؟

عوام کی پسند کیتے جو کچھ ہم سے ہو سکتا تھا، ہم نے کر دکھایا۔ اور جہاں تک نظریے کا لائق
 ہے، ہم نے ایک حکومت کی، صرف ایک ہی نظریے کے تحت حمایت کی۔ اور کسی شخص کی
 حمایت نہیں کی، ہم نے پاکستان کی حمایت کی ہے۔ ہم نے اس پاکستان کی حمایت کیا ہے؟ جو
 ایک نظریے کے تحت بعض وجود میں آیا،

خباب دلا! جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے، ہر قیمتی آنے والی حکومت ماقی کے حکمرانوں

کے متعلق شکایت کرتی ہے: اس کریں پر جو بھی بجیدا نہ نظر کرنا ہی کو ٹپا جلا کہا کہ یہ تو گل حکومت کے اشاروں پر ناجائز ہے۔ کل اگر وہ ٹپاویں پر ناجائز ہے، تو آج وہ ایک پاؤں پر ناق رہے تو وہ دہ الیا کیوں نہ کریں۔ اپنے آخر بیدار کر لیں کو دستور میں کیا تحفظ بخواہے،؟

سرکاری ملازم تو ہمارے اور آپ کے اشاروں کے مشترک ہیں، وہ ایسی باتیں کہوں ڈکھیں آپ انہیں تحفظ کیجئے چراگردہ کام ڈکھیں۔ تو انکو سننا۔ یہجے، اب تو ایک خالہ مر جو ہے ایک انفر صرف ٹیکنیون کا منتظر ہے کہ کوئی پارٹی کوئی لیبل کے ساتھ اس کے پاس آتی ہے جبکہ دلا! ایک آدمی اپنے حق کے لئے ان کے پاس جاتا ہے، وہ کسی پارٹی کا لیبل رکا کر بھیں جاتا۔ اور اس کے ماتھے پر، بھیں لکھا ہتا ہے کہ نیپ کا آدمی ہے یا پی پی کا ہے یا مسلم لیگی ہے دہ عالم آدمی کی حیثیت سے جاتا ہے، کیا یہ خفیہت بھیں ہے کہ جو تھیں وہ کل کیعتی ہے، آج بھی کیسیں رہے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ آج دالیان ریاست رہے اور نہ بادشاہ رہے بلکہ ایک جدید طریقے سے اسکی جگہ سرداروں نے لے لی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ سول انتظامیہ صحیح صنفوں میں وزراء الگ رہے تو اس کا ایک ہی طریقہ کار پہنچا دیا جائے ہے اور دوسرے پہنچا دیا جائے ہے۔ ایک الیا دستور لائیں ایک ایسی تدبیٰ لائیں۔

میں سے سول انتظامیہ صنفوں میں اس لئک دو مک کی بغیر کسی خوف و خطر کے خودت کر کے ہوئی کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیکھئے، پھر شکایت خود بخود رفع ہو جائے گی، جب دلا نہ ہب میں بحمدہ طیک طرف آتا ہوں میں نے بجھتا کا پوچھا مطالعہ کیا، بجھٹ کے لیک ایک پہلو کو میں نے دیکھا۔ میں چھ سمجھتا ہوں کہ اگرہ تاکہ پڑائی سکیں۔ اس بیے کوئی یہ سے مرتب نہ ہو گئی ہوتی۔ تو اس بجھٹ میں آپ اس بیے کا نام لکھ دیکھتے۔ دوسرا طرف خاران کے لئے کیا رکھا گیا ہے؟ اگرچہ خاران کا اپنا نمائندہ حسین اقبال کی صفوی میں بھیجا ہوا ہے، لیکن اگر وہ چپ ہیں تو ان کی مرضی۔ بجھٹ میں فتح خاران کے لئے کمپہ بھی نہیں رکھا گیا،

ذپرہ بگٹی کے علاقے کو دیکھئے، اس علاقے کا نمائندہ خود دوپہریات ہے، لیکن اس علاقے کی تغیر درجی کے لئے بجھٹ میں کوئی سیکھ رکھی کئی ہے؟

اس بحث کا اپ اگر خود سے مطالمہ کریں، تو اسیں اپ کو چار اخلاق اپنے بیٹھے، جن کا اس میں کرنی ذکر نہیں ہے، ایک چاندی دوسرا اس بید اور تیر خواران ہے، چوتھے ملٹی کام نجی ہے اس وقت پاد نہیں۔ اب اس بیٹے کے سکول کی حالت دیکھیں، ہمارا یہ تعقیل ذکر ہے، اپ اگر اجازت دیں۔ تو میں بتاؤں گہ اس بیٹے میں پاکستانی سکولوں کی تعداد کتنی ہے پاکستانی سکولوں میں طلباء، طالبات کی تعداد بہت زیاد ہے، برکھیں بکران کے جہاں پاکستانی سکول کے طلباء کی تعداد بہت کم ہے۔ یعنی اور ہی بھی نہیں ہے، اب دیکھئے کہ جو پاکستانی سکول پاس کریں گا۔ وہی ملک سکول میں جائیں گا، اب اگر بکران میں سات سو پچھے پانچ سکول میں پڑھتے ہیں تو کم از کم پانچ سو کو تینوں سکول میں جانا چاہیے ذکر دو ہزار کو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اعداد دشمن کیونکہ صحیح کئے گئے،

یہ بڑی حصہ اترابات ہے کہ حکومت تقسیم کی طرف صحیح توجہ دے رہی ہے، جہاں پچھے تقسیم حاصل کر رہے ہیں، لیکن یہ سکول کھٹے ہوئے ہیں۔ لیکن پہنچے و قبول کی بات اور پہنچے و قبول میں ایسا ہوتا رہا ہے، یہ گناہ پسے بھی ہوتا رہا ہے، تو ہم احسان سے اترے ہوئے فرشتے نہیں ہیں کہ گناہ نہ کریں لیکن اگر اچھی بات ہو جائے تو بہتر ہے، اس سکولوں کی حالت دیکھئے اگر کتابیں ہیں تو ماہر نہار اگر ماstry ہیں تو کتاب نہار۔

میں اپ کے ساتھ صحیح بات کہہ رہا ہوں، اب پتھر کو دیکھئے اسکے ملکہ کو دیکھئے ہیں، کجا پر اسلام نہیں لگاتا۔ یکم ایک بہتر اور اچھی چیز اس ایران کے ساتھ پڑھ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں کسی استاد سے کوئی گھر نہیں۔ لیکن انتہائی انسوس کی بات ہے کہ جو اساتذہ کرام پکوں کو تقسیم دیں۔ ہوتا کیا ہے ایک تو ان بیچاروں میں اہمیت رہی ہیں ہر ایکی وجہات میں نہیں جانتا، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ دور افراطہ علاقوں میں اچھے و بہت اور تجسس کار ماstry نہیں جاتے، کیونکہ انہیں شہری سہولیات حاصل نہیں۔ اپنی چکر ہے صحیح ہے لیکن جو دہان موجود ہوتے ہیں۔ مجھے انسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی سیاست دا میں جاتے ہیں۔ حالیہ لیکن میں اساتذہ نے جو کودار ادا کیا ہے، وہ حکومت کے ریکارڈ میں موجود ہو گا، جنہاً استادوں کا ہے طریقہ کار بھی تو اپ خود سوچئے کہ اس سکول کے طار

کیکے ڈاکٹر ہرنگ، کیکے انجینئر ہونگے

جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ سکول ہی ایسا ادارہ ہے، جہاں پچھے تعلیم
ماہل کرتے ہیں۔ پھر پچھے آگے چل کر ملک کی بارگاہ در طریقہ بنخاتے ہیں۔ اس نے ہمیں انہی
ترمیمیت اور بہتری کیتے لیزی کسی فرق کے جو دجدید کری۔ اگر سکول و کالج یا ساتھ کا اکامہ
بنتے رہے۔ الہ سیدا سی طریقہ کارہائی میں رہا توہ صرف بلوچستان بلکہ پول پاکستان کبھی
بھی آگئے نہ پڑھ سکے گا،

ہمیں اس ائمہ کی حقیقی تکالیف کو عمل کرنا چاہیے، جب کوئی ٹیچر کسی سکول میں جلتا
ہے تو اسکے اپنے نئے کوئی مکان نہیں ہوتا، اس کے پر ہکس اور گیشن والے اگر کوئی مہولی
ساندھی تعمیر کرتے ہیں۔ تو اس سے پچھے اپنے نئے شاندار ریٹ ہاؤس تعمیر
کر سکتے ہیں اور ان کی کار کر دگئی ہے جوئی ہے کہ کروڑوں روپیہ برداشت کے بھی ناقص رکھیں
جاتے ہیں اس ائمہ بن پر قوم املاک کا واردار ہے جو بہارے پھونوں کو تعمیر کے نیوں
سے آہستہ کرتے ہیں۔ ان کے نئے رہائش کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا، وہ مارے مارے
پھرستے رہتے ہیں، کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس۔ جہاں جگہ ملی سرچھا لیتے ہیں
میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیں بڑی بڑی فلک بوس عمارتوں کا شوق رہا ہے، مجھے ان کی نیت پر شدید
ہمیں، لیکن سیکیم بنانے والے لیکی سیکیم تجویز کرتے ہیں کہ جس سے کچھ نہ کچھ مال پلانا میر تو
آپ چاکر دیکھیں تراپ کو اندازہ ہو گا، کہ جہاں پانچ طالب علم نہیں ہو سکے دہاں ایک بھی چڑی
سکول کی عمدت ہو گی۔ میں نہیں کہتا کہ نہیں ہونا چاہیے، اپنے اپنے مکانات ہونے
چاہیے، فلک بوس عمارتیں ہوئی چاہیں لیکن اس وقت جب ہمارا صوبہ اس قابل ہو جائے،
بلوچستان میں سکالر شپ کا طریقہ کار رکھے یجھے، آخر بلوچستان میں سکالر شپ
کا طریقہ کار کیوں رائج کیا گیا، اس نئے کہ بلوچستان کے عوام میں اتنی استقامت نہیں
ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اعلاء تعلیم دلو سکیں۔ اس سلسلے میں عملاً کیا ہوتا ہے — میں
آپ کو بتانا ہوں۔ اس سلسلے میں کیا ہوتا تھا، سالہا سال اور متین گذر جاتی تھیں۔ للہار
کسی اور صدر ملکے کھاتے تھے، کبھی اور صدر، پھر جاکر کہیں انہیں سکالر شپ ملتا تھا، اس ملنے کی

نئے ایک طالب علم یاد آیا۔ جس نے لس بیل کے علاوہ سے یہ میلیک کا لمحہ تک داظن لیا۔ اس کا
سکالر شپ منظور ہی ہو گیا تھا۔ لیکن واکٹری پاس کرنے کے بعد آٹھ آٹھ سال سال ہے، اُسے
یہ قسم دخواہ کرنی تین ہزار روپے مجبہ ہے، نہیں می۔ تو ہے اسکا رشہ کا طریقہ کار۔ ہیاں وظائف
میر پڑھنے والے بہت بہت ہیں، شیک ہے اگر ہمارا معیار ذاتی اتنا بہت ہے۔ تو میرٹ پر دیکھے، لیکن
دہ دوسری ثانیہ علاوہ جمال تربیت پلات اور تجربہ کار اساذہ اولیٰ ترجیح نہیں، اور اگر
جیاں تو ہبھادی سہولیات میرہ ہوتے کی وجہ سے دہ اتنے پر لشیان ہوتے ہیں کہ دہ شیک
طریقے سے پڑھا سکتے، درم دہا تحریر ہا ہول میں سائنسی آلات غیرہ کے نعتان کی وجہ
سے رکھنے کا تکمیلی معیار بنتے ہیں ہو سکتا، جب لیزٹری میں سائنسی اتنے ہیں ہوتے تو
پچھے آرٹس لیٹری پر مجرور ہو جاتے ہیں، اور دیسے میں پچھے آرٹس ہی پسند کرتے ہیں، میں آپ کو
چاہاں کے اس وقت آرٹس پر صرف دلے طلباء کی تعداد کم از کم پانچ ہزار ہے، میں ۳ ہیں کہتا کہ تعلیم
کا مقصد صرف ۷ ہے کہ فوگری میں ہیں قلعنا ہیں۔ جیسا کہ مرتے کھل جتاب سے پوچھا تھا
ہمارے ذریعہ معتقد نے کہا تھا۔ کہ ۷ میرا محکمہ ہیں ہے یہ تو کسیاں کسی اور محکمے کے پاس پہ
میں اُن پر الزام ہیں لکھا ہوں۔ لیکن امید کرتا ہوں کہ آئندہ دہ ۲۱، طرف اپنی پوری توجہ
دیکھے، یہ توجہ میں اس نئے مہذب کرنا یا ہتھیں کرنا یا ہتھیں کر کوئی بعف علاوہ
سے شکوہ ہے، الیا قلعنا ہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کو ان تمام ذاتی اخلاصات سے بالا ہو کر عوای
سماں کے بارے میں سوچنا چاہئے، اب چونکہ بلوچستان کا صوبہ دخود میں آچ کا ہے، تو ہمارے
تعلیم یافتہ توجہ ان کو ہے جو ہے روزگار پھر رہتے ہیں، کام ہیا کیا جائے، اگر ان میں اہلیت
ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انہیں روزگار نہ فراہم کیا جائے،

جب والا میں آپ کی وساطت سے لس بیلے کی مثال پیش کرتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے
لس بیلے کیلئے اب تک کیا کیا ہے میں اس بیان کے سامنے آج کہتا ہوں کہ ۱۹۵۳ء کے بعد
(سوائے ان تحصیلیاروں، نائب تحصیلیار ناظم یا پڑواری بھرتی نہیں ہوئی اور ہی ایک جزو کرنے تھے)
کوئی بھی تحصیلیار، نائب تحصیلیار ناظم یا پڑواری بھرتی نہیں ہوئی اور ہی ایک جزو کرنے تھے
اور اگر کسی کو کوئی ترقی مل جی ہو تو اسکو ہم عنیت سمجھتے ہیں، لیکن اس دوران ایک بھی تھا

بھری لس بیدے ہے نہیں کیا گئی، الٹھے ایک دو اوری لئے گئے ہیں۔ ان میں ایک ڈیسائی چے
الہ در در سرگردان کا ہیں، لیکن میں کمپر سکتا ہوں کہ وہ ہمارا بھروسہ تالی ہے، مجھے اس
حکم کو کمی عناد پیش ہے۔ الٹھے میں اسے دل کم کروں گا، کہ ہر بوجھتائی کو اسکا حق ہے، لیکن
چہاں تک نہیں ہوتے کا تعلق ہے، ایک فروجی کمی ہدایے پر فائز نہیں ہوا۔ پتواری سمجھ کی
آسامی میں ہمیں شکل نہیں، ووگ کہتے ہیں ہم ہرے تھے، اور ہم نے غلام و لشود کیا ہے، تو
جناب والا ایسے بیچارے لوگ بھی ہیں جہنوں نے سروں کے لئے درخواشیں دیں
پوسٹ میں بھرنی پہنچا ہا۔ لیکن تعلیمی اور بھماںی دونوں لحاظ سے اہل ہوتے کے ہاد جو داہیں
ذکری نہیں۔ ذکری کیونکہ مدد۔ آسامیاں تو پہلے سے ہی پڑھ رہے جاتی ہیں اور براستے نام خباریں
میں اشتہار دیتے یا جانا ہے،

لس بیدے کے عوام کو آج تک کتنی ملازمتیں ملی ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس بارے
میں کچھ نہیں کہا میں نے بارہا کہا ہے، کہ ہم نے حکومت وقت میں جو گورنر کمشنر اور ڈپٹی کمشنر
تھے، ان کے سامنے اپنے سائل پیش کئے، اس سے کوئی انکاری نہیں ہو سکتا۔

اب جناب والا ہر اول کی طرف آئیے، اس بحث میں یہ دکھایا گیا ہے کہ لس بیدے میں آٹھاٹکڑ
ہیں۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے،

**Finance Minister : Point of order Sir, I think the honourable Member
is pointing out the adjournment motion which he had....**

Mir Jam Ghulam Qadir Khan : Not adjournment motion. I am sorry Sir.

ان کا بجٹ پر سمجھت کے دران المہائیہ کی اجازت ہے

جاں میر غلام قادر خان

مجھے افسوس ہے کہ جناب وزیر صاحب.....

مسٹر اسپیکر

جاں صاحب آپ بات کہیں۔

جاں میر غلام قادر خان

جناب والا! میں بجٹ میں درج شدہ بالوں کے حوالے سے بجٹ کی بات کر رہا ہوں اس بجٹ کے اندر وکھایا گیا ہے کہ اس پریل میں آفڈاکٹر ہیں۔

جناب والا! اگر کپیاونڈ رادھکم کو ڈاکٹر کہا جاسکتا ہے تو یہ دوسری بات ہو گی، درجہ امر و افسوس ہے کہ اس پریل میں کواليفائدہ ڈاکٹر صرف دوسری ہیں۔ کہیں الیاتوں نہیں کہ اس پریل کے لئے بجٹ میں کواليفائدہ ڈاکٹروں کی آفڈ آسامیاں رکھی گئی ہیں۔ لیکن وزیر متعلقہ ان کے پرچس میں ڈسپنسل گھاونڈ روپیہ دیں۔

بہر حال اس وقت اس پریل میں صرف دو ڈاکٹر ہیں اس بجٹ میں آخرین وکھایا گیا ہے کہ حکومت نے روپل ہلیٹھ سنسٹر کو دیکھ کیا ہے، اس کے لئے تین لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن جناب والا مجھے یہاں افسوس ہوتا ہے اور سردار صاحب (میر احمد قادر خان بھی) خود بھی مجھ سے اتفاق کریں گے، کہ اس پریل کا پریاگا ہسپتال آج بھی کام وے رہا ہے، مریض ہلیٹھ سنسٹر تک جاتا سکتے ہیں، لیکن یہ یہاں درپرداز ہے، اور اس علاقے کے اندر ڈاکٹر کا اچھا انتظام نہیں ہے، الیس صورت میں مریض خالی طور پر ستر دلات کمال جائیگے، جب مناسب اور مدد ہمہ دینیں موجود ہیں تو حکومت روپل ہلیٹھ سنسٹر پر کیوں تین لاکھ روپیہ خود دفع کر رہی ہے؟ کیوں نہیں موجودہ عمرتوں کو بہتر بنایا جانا؟ اس میں بھی کوئی غرض پر مشید ہے چسے میں یہاں بیان کرنا نہیں چاہتا، عوام کی فلاح دبیود کا تقاضا تو یہ تھا کہ سول پستال کوہی درست کیا جانا۔

اگر درست بھیں کیا جاتا تو متن لاکھ سے یہ ہسپتال کم از کم بن سکتا ہے، جو کہ اس بیلہ کے
ٹاؤن کو فائدہ دے سکتا ہے اور جو کہ نزدیک ہے، مستورات دہل پر آسانی سے چاہ سکتی
ہے۔

جناب والا! شہزاد کے اندر اپنی چیزیں نیمیاں میکی اور پائیروٹ کاریں تیں، مرتضیں
چاہ سکتے ہیں، لیکن جہاں پر انہیں پہلی جانا پڑے اور اگر وہ مائیقائیڈ کامری عین ہے یا کوئی اور
مہلک بھیاری ہے تو وہ کس طرح جائے۔ تو بیتھ رہی تھا، کہ اس ہسپتال کو بنایا جانا۔
جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ڈاکٹروں کا ہمارے ہاں فقدان ہے، ڈاکٹر ہمارے
علاقوں میں آتا ہیں چاہتے ہے، یہ لوگ بلوچستان کے نام پر ڈاکٹرنیتے ہیں۔ میں تنقید انسیں کر رہا
ہوں صرف حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ جب وہ کوایفائڈ ہو جاتے ہیں۔ تو سروس لندن یا
امریکہ میں چاکر کرتے ہیں، یا پھر ملک کے دوسرے صوبیں میں چاکر کر رہے ہیں، انکی بھی
کچھ مجبوریاں ہیں، کچھ تقاضے ہیں۔ لیکن جب ایک آدمی ایک علاقے سے ٹوپیاں حاصل کرتا
ہے۔ تو اس کا پرمن ہو جاتا ہے کہ کم از کم اس علاقے میں چھ سال تک "در سروس" کرے
اوہ اس علاقے کی خدمت کرے، جسکی بدولت وہ ڈاکٹر یا انجینئر نہ دیے جی بھاسے علاقے
میں ڈاکٹروں کا فقدان ہے، جیسا کہ جناب والا میں نے ایک سختیک التوا پیش کی تھی، آج اسے
پسندیدہ دن ہو چکے ہیں۔ لیڈی ہلیخورڈ زیر کے ساتھ کیا ہوا؟ میں اسکی گھبراٹی میں ہیں جانا
چاہتا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ میں اس شہر میں ہیں رہ سکتی، اور اس طرح سے لے لس
بیلہ کے ڈنپی کھنڈ کے پاس چاکر پناہ سنی پڑی، ہماری حکومت نے یہ وحہ کیا تھا، اور جیسا کہ
انہوں نے کہا کہ محاذ پیپس کے ذریعہ ہے، حالانکہ پیپس نے اپنی بہی روپورٹ نکھ کر
تخصیصالار کو بھی تھی، اور یہ محاذ اُنی کے پہنچ کیا گیا، تو ہملا کیا؟ تخصیصالار نے صرف دلفنا
لکھے کہ میں نے ڈانٹ فرٹ کر کے دالپ کر دیا۔ آج پیپس اسکی تلاش کر رہی ہے، جس نے
ہلیخورڈ زیر کی دلپار پھاگ کر اسے چاقو سے زخمی کر دیا تھا، اور آج تک اس پر کوئی موثر کارروائی
ہیں کی گئی۔ حالانکہ اس دیوان میں حکومت نے یہ لفظیں دلایا تھا، کہ وہ تخصیصالار اور اس مجرم کے
خلاف تحقیقات کر گی، اب اگر اس قسم کے سکیوال ہونے لگیں۔ تو پہاں کون آئے گا پسے

بھی لوگ نہیں آتے تھے، اب تو انہیں پہاڑ مل گیا، اور کچھ بھی کہہنے کیا سمجھنے اپ کے ہاں ملے گا۔ اور ہمکیں کیا ہماری ٹھیک ہے کہ ہم ان علاقوں میں چاکر خدمت کریں۔ ہسپتاں والوں کی حالت دیکھ لیجئے، کیا جی کیس کیوں نہ ہم مریضوں کو بحالت محبری کراچی لے جانا پڑتا ہے، ان تمام بالوں پر حکومت کو خوز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ عوام کے لئے بے حد اہم ہیں۔ اس طرح یہاں کے ہمہ انسانوں کے ہسپتاں میں ڈاکٹروں کا فقدان ہے، اس ہسپتاں سے جھالا داں تک کے لوگ مستغیر ہوتے ہیں اور انکا وار دعا دار اسی پر ہے، اسلئے اس بیسے میں نہ سہی کم از کم جھالا داں کے گھوڑا ہسپتاں میں صیغہ ڈاکٹر تو میریا کیا جائے،

اب میں سڑکوں کی تعمیر پر آتا ہوں بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس بیسے کی سڑکوں کی طرف حکومت نے توجہ دی ہے اور اس بحث میں ایسی تعمیر و مرمت کیلئے رقم مختص کی ہے۔ اس کے لئے میں دریں مالمات کا مشکوڑ ہوں۔ لیکن پھر چنانہ ہم سماکیں رہ گئیں ہیں۔ مثلاً سونیانی کا غالباً ہے، اس سے حکومت کو کروڑوں روپوں کا زر مقابلہ حاصل ہوتا ہے، کیونکہ مختلف گورنمنٹ ہکٹر صاحبان اور ڈپٹی گورنمنٹ کو کہیا گیا کہ یہ حق چار میل بھی سڑک ہے، اس پختہ بنادیا جائے، تو نہ صرف مقامی لوگوں کو سہولت ہو جائے گی بلکہ سارے ملک کو فائدہ ہو گا، لیکن اس کے بعد اس اپ بڑی بڑی بڑی نگیں اور علیش دشاداکے کلب تعمیر کر رہے ہیں، حفل رقص دسرد و پر ہزاروں روپیہ لہار ہے ہیں

میں گلہ نہیں کرتا، بلوچستان کے ہر خطے کو آباد جو ہتا چاہیے، یہاں کے ہر گاؤں کو آباد ہونا چاہیے، لیکن کتنے افسوس کی بات ہے، کہ گواہر میں.....

تو کروڑوں روپے آبادی سیکیم پر خرچ ہو رہا ہے میں لیکن سونیانی نہ رکاہ کو بالکل نظر نہ لے کیا گیا ہے، حالانکہ کراچی سے قریب ہونے کے باعث اسکی اہمیت بہت زیاد ہے،

سونیانی کی تحصیل جب تبدیل کی جائی ہتھی، تو اس کا مقصد کیا تھا، اسکی آبادی آج بھی نہیں پڑھی ہے، صرف انزوں کی سہولت کی خاطر ایسا کیا گیا۔ اس لئے کہ ڈپٹی گورنمنٹ ماحب سڑک پر ہی تعمیر سے مل سکیں، لیکن ہتنا کیا ہے جب ہیڈ کوارٹر تبدیل ہوتا ہے، تو اسکے ساتھ سب کچھ

تیدیں ہو جاتا ہے، آخر دنال بھی انسان ہی بنتے ہیں، جبکی چار پانچ ہزار تعداد ہے۔ اور ساتھ ہی پہلے اور ڈسپرڈ میڑہ بھی شفتہ ہو جاتی ہیں۔ ہم نے بار بار ہم سیکرٹری کو توجہ دلائی، انہوں نے کہا آپ کیوں نظر کرتے ہیں آپ کو درسنا ہبھیتاں بناؤ کر دیجئے، اور ہبھیتاں کے لئے تم بھی منظور ہوئی، معلوم ہیں وہ زیر نکھل ہے یا اس پر اب تک کام شروع نہیں ہوا میںے مجھے امید ہے کہ اس پر کام شروع ہو چکا ہے، کیونکہ ہمیں سردار عہد الرحمن صاحب سے توقع ہے کہ وہ اپنی اولین فرست میں اس کام کی طرف توجہ دیجے۔

سردار عہد الرحمن جامعہ میر غلام قادر خاں

خاب دلا! اب اگر تم آدمی کے سر پر آپ چھبے بھی ماریں تو وہ اسے اپنے لئے غنیمت سمجھتا ہے،

قائدِ الیوان یہ چہرہ کیا ہے خاب؟

جامعہ میر غلام قادر خاں اس کے معنی ہے ہے کہ شفقت بنا ہر دست شفقت نظر ائے مگر اندر سے نیت کچھ اور رہو۔ میتم آدمی اسکو بھی غنیمت ہی خیال کرتا ہے۔ خاب دلا! سوتیانی میں سختہ سڑک بنی۔ لیکن اسکی حالت یہ ہے کہ مٹی بچھا کر اس پر تکڑا ڈال دیا گیا ہے۔ یہ وہ سڑک ہے جس پر لاکھوں روپے کی تجارت ہوتی ہے، یہ الی چیزیں ہند۔ جن پر نظر

کی خود رہتے ہے،

سرکمیں نبھیں توانی کے ساتھ لوگوں کو روزگار بھی مہیا ہوتا ہے، میرے خیال میں ملکوں پر جو خرچ آتا ہے، اور جو خرچ اس پر ٹولی کا آتا ہے، جو افران اس سڑک کی دکھنے والی حالت ہے، تو سرے نے خیال میں اگر ان کے سالانہ پر ٹولی کے خرچ کا حساب کیا جائے، تو اسی رقم حکومتی سڑک بن سکتی ہے، لیکن پست سی خرابیاں ہیں جن پر موجودہ حکومت کو غور کرنا چاہیے، کیونکہ موجودہ حکومت لیک خواہی حکومت ہے،

خاب والا کہا جاتا ہے، کہ تھیکداری کا ستم خراب ہے، کم و بکھر رہے ہیں جو ستم کیں تھا۔ وہ آج بھی پرستور قائم ہے، اس تک کوئی REVOLUTIONARY CHANGE نہیں آیا، جس طرز پختے ہیکے اپنے بھی لوگوں کو دینے جاتے تھے، آج بھی دبھی کچھ صورت ہے، حکومتی بی ائمہ آر کے روایت ہاؤں دیکھیں اور ان کے اخراجات دیکھیے، یہ چیزیں بلاشبہ ضروری ہیں، مگر مہاراہویہ پس ماندہ ہے، اس نے اس قسم کی کم اہم سکیوں کو اگر ختم نہیں کیا جاسکتا تو ان پر اخراجات کو ضرور کرنے چاہیے۔

خاب والا اب میں بندات پر آتا ہوں۔ اس بیان میں بڑے بڑے بندات تمہیر ہی نہیں۔ یہ یقیناً حوصلہ افزا بات ہے، لیکن سرکاری حکوموں کو غلط روپورٹیں نہیں پیش کرنی چاہیں یہ کہا کہ فلاں بند سے چھوٹا ہزار یا تین ہزار ایکڑ اراضی قابل کاشت ہو گئی — حقائق کے خلاف ہے، متعلقة ذریعہ خود اس علاقت سے بخوبی واقف ہیں۔ جب اس قسم کے غلط اعلاد و شمار اُن کو پیش کئے گئے تھے، تو وہ اپنے لمحے کو کہہ سکتے تھے، کہ یہ روپورٹ صحیح نہیں ہے، ممکن ہے اگر چل کر آباد ہو۔

ستھریں کے اوپر بند باندھا گیا، ایک انجمن تباہیا اور کہا کہ اس پر دس لاکھ روپیہ خرچ ہو گا، دس لاکھ کام شروع ہو گیا، دوسرے نے آکر کہا کہ خاب اس نے تو غلط کیا ہے، یہ کام دس لاکھ سے نہیں بلکہ بیس لاکھ سے پورا ہو گا، تو انہوں نے کہا اچھا دس لاکھ اورے تو تیرے نے آکر کہا کہ صاحب مزید پائیخ دس لاکھ چاہیے۔

تریائیخ دس لاکھ اورے تو دیئے گئے، چوڑھا آیا۔ اُس نے کہا خاب یہ اسکیم تو بالکل غلط

ہے، اس کو اسکریپ کر دیا جائے، تو اس سے میں عرض ہے کہ ایسی اسکمیں جب بنتی ہیں۔ تو پہنچ ان کا خالکہ مرتب کیا جائے، اور باتا قاعدہ، منصوبہ تیار ہو اور مکمل سردے کیا جائے، قومی سڑائے کو یوں بے دردی سے برپا ہش کرنا چاہیے۔ ایک سکیم پر نہایت بے خوبی سے تھیں چالیں لائے روپیہ فریج پچھنے کے بعد اسے اسکریپ کر دینا قومِ دنک کے ساتھ سمجھن مذاق ہے اب اقل کے بند کر دیکھئے، بند تتمپر کیا گیا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ یہ صحیح ہے، جناب والا کہ اس سے کچھ آبادی ہوتی ہے، لیکن تقریباً چار پانچ سو لاکھڑر زرخیز اراضی کے پیچوں پیچ تالہ رکلا گیا، جس سے دہ زمین غیر آباد ہو گی، یہ نے متعدد پارٹی کمشنر صاحبان، کفتر صاحبان، گورنر صاحبان اور دیگر بر سر اقتدار لوگوں کی اس طرف توجہ مندوں کر دی کہ تباہہ نیڈاروں کو یا معادفہ دیا جائے، یا پھر آبادی کا مقابل بند و بست کیا جائے، لیکن آج دس پارہ سال گزر پچھے ہیں اس معاملے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی، مجھے اُمید ہے ہے کہ وزیر شعلق اس طرف اپنا دین فرست میں توجہ دینگے۔ کہا جاتا ہے کہ بلوچستان میں زراعت کی ترقی کیلئے ٹرکیٹر اور بلڈر ورخربیدے ہوئے ہیں، لس بیلڈ کیلئے بھی ٹرکیٹر ہیا کئے گئے ہیں۔ جناب والا۔ ٹرکیٹر ایسے ہیں کہ آدھے راستے میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ زمینداروں نے ایڈاشن کرایہ داخل کیا ہوتا ہے، لیکن انہیں ہمیتوں اور سالوں سک ٹرکیٹر ہیا نہیں کئے جاتے، اور جب ٹرکیٹر مل جاتے ہیں تو ان کی کارکردگی حد توجہ غیر ملکی شخص ہوتی ہے، پھر ٹرکیٹر کا فی گھنٹہ کرایہ — یعنی ۲۶ روپے بہت زیادہ ہے، اسکے علاوہ محلے کے اہل کاروں کے لئے مرغی گروٹ اور دسری چیزیں بھی ہیا کرنا پڑتی ہیں۔

اس طرح تقریباً ۳۵-۴۰ فی گھنٹہ خریج اٹھ جانا ہے، اتنے زیادہ اخراجات غریب کسان پر بہت بڑا بھبھے ہے، اسے ٹرکیٹر کے کرالیں میں کمی ہونی چاہیے،

قامہ الیوان پاؤ اثر آف آرڈر

میرے خیال میں جناب اس وقت دیر بحث وہ بحث ہے جو کہ الیوان میں پیش ہو گی۔

چھپی حکومتوں کا بحث نہیں، معلوم ایسا ہر رہا ہے کہ جام آف ماحب پچھلی حکومتوں کے بھنوں کو
ڈسکس کر رہے ہیں تو یہ بات آپ کے

میر اسٹاپکر مگر، پچھلی حکومتوں کے بھنوں کو ڈسکس کر رہے ہیں تو یہ بات آپ کے
حق میں جاتی ہے،

جام میر غلام قادر خان نہیں جناب والا!

قامہ الیوان ہمارے بحث میں ترددی طور پر اعلان ہے کہ ہم نے فریکٹری دل کی شرحیں کو
کس طرح Subsidize کیا ہے،

جام میر غلام قادر خان جناب والا! میرے کہنے کا وہ مقصد ہے کہ اس بحث میں
فریکٹری دل کی پروٹین رکھی گئی ہے کہ ایوں کو Subsidize نہیں کیا گیا ہے، اس پر حکومت غور
کر رہی ہے،

میاں سید سعید اللہ خان پراچہ انکو دل کا غبار تو تکال لینے دو۔

جام میر غلام قادر خان تو یہ بڑی اچھی بات ہے کہ انہوں نے بحث میں یہ چیز رکھی
ہوئی ہے، انکی بڑی ہمراہی ہے، پس یہ موقع رکھوں گا کہ جو فریکٹری سے ہیں ان کی قیمت اپنی ہوئی
چائی ہے کہ اس بدلی کے عوام کو ان کا جائز حقہ مل سکے، مگر ان اور خاران کے عوام کو جائز حقہ
میں سے اور ہر فلک کو اسکا حصہ ملا چاہیے،

جناب والا! چند سخا نیز پانی کے بارے میں بیش کر لے گا جو بڑی زراعت کے لئے آپا شنی کے
پان کا سرہ اپنی جگہ بہت اہم ہے، مگر ایسے علاقے بھی ہیں جہاں کے لوگوں کو پہنچنے کا پانی بھی میرا نہیں

اس بحث میں وزیر خزانہ نے ہر بانی کر کے اور محل میں دارالسکیم کے لئے ڈاٹری ہو لا کر رہ پے منظور کئے ہیں۔ لیکن وہاں پہنچنے کا پانی پسے سے موجود ہے، پھر کیا یہ بہتر نہ تھا، کہ بیاری کا وہ حلاقہ جو پانی کی ایک بند کے لئے ترس رہا ہے۔ یہ رقم وہاں خسروج کی جاتی؟

درام شروع میں یہ سکیم بیاری کے لئے منظور ہوئی تھی، پختہ تلاab تعینہ ہوا۔ جس پر کافی رقم خسروج ہولی، ہم نے مشعر دیا کہ کشنگی میں ڈرل کرنے جو دافر پانی ملا ہے اسی پانی کو پاپ لائیں کے ذریعے کبھی بیاری تک نہیں لے جاتے، تاکہ اس لاکھڑے کے باشندے بھی مستفید ہو سکیں۔ اس پر کوئی تیادہ رقم بھی خسروج نہ آئے گی،

کیا میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے وہ اس مفید سکیم کے لئے اس بحث میں کچھ رقم مخصوص کریں گے، تاکہ کشنگی کا پانی جو کہ مالیہ بہرہ رہا ہے۔ بیاری کے عوام کے لئے استعمال ہو سکے؟

میں موجودہ حکومت کا شکر گزار ہوں کا موس "اور ماڑہ" کے عوام کے دیر پیغم طالبات کو نظر کر کر کہ کہ کہ بانی کی فراہمی کا بندوبست کیا ہے۔ لیکن اور ماڑہ کے لوگوں کو رسائل کی بڑی تکلیف ہے، مجھے یاد ہے، کہ جب سابق گورنر ریاض نس بیلہ تشریف لائے تھے، تو میں نے ان سے کہا تھا، کہ اور ماڑہ دبیں تک سڑک ہوئی چاہیے۔ انہوں نے بیٹھے بیٹھے کہ رقم کی منظوری دی دی۔ لیکن وہ منظوری معلوم کس سرخانے میں بند ہے، کیا میں وزیر سنتھ سے تو قی کر سکتا ہوں۔ کہ وہ اس نیفیلے کو ملکی جامد پہنانے کی تدبیر کریں گے، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ مون سون کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ آپ عوام کی تکالیف سے راقف ہیں کہ ایک وقت الیا بھی آتا ہے کہ راشن تودر کمار ماضی بھی نہیں دستیاب ہوتی۔ ایسی صورت میں عوام کو تربت جانا پڑتا ہے، اور تربت سے پھر وہ کراچی جاتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا، کہ پہنچ کو اور ماڑہ سے اور اور ماڑہ کو لس بیلے کے راستے کراچی سے ملا دیا جائے،

مجھے معلوم ہے کہ حکومت کے پاس اس وقت اتنا سرمایہ نہیں کہ وہ فوری طور پر بھی سڑک بنادے، پہنچ کر نہ سہی، فی الحال شنگل روڑ تعینہ کر دی جائے تو عوام کو امام درفت کی سہولت ہو جائے گی

غلاب والا ! اب میں ٹرانسپورٹ پر آتا ہوں ، اس بارے میں صرف ہے کہ ہر نشست پر
تیکس بڑھایا گیا ہے ، لس بیلے میں جو ٹرانسپورٹ لیس چل رہی ہیں ان میں تل دھرنے کے لیے
مجھے نہیں ہوتی ، یکم حصتوں پر بھی چالیس پچاس آدمی بیٹھے ہوتے نظر آئیں گے ، کئی حادثات ہو
سکتے ہیں ، کئی لوگ مر سکتے ۔

غلب والا । اس صورت حالات کو ختم کیا جانا چاہیے ، قانون پر سختی سے عمل کرتے
ہوتے ٹرانسپورٹوں کو پابند کیا جائے ، کہ وہ مقررہ نشتوں سے زیادہ سواریاں نہیں اٹھائیں
سکے ، میں اپندر کرتا ہوں کہ حکومت اس مصنن میں ضروری احکامات جاری کرے گی ، ان احکامات کی
خلافت دردی کرنے والے ٹرانسپورٹوں کے لائسنس منسوخ کئے جائیں ،

اپنے غلبے عالیٰ امداد و امان پر آتا ہوں ، امن ایک بنیادی ضرورت ہے ، ہر انسان
آزادی کا طالب ہوتا ہے ، میں آپ کی توجہ لس بیلے کے حالات کی طرف بندی کروانا چاہتا ہوں ۔
کہتے ہیں کہ مسافرات ہے ، ہم ایک پیس ہم میں کوئی تمیز نہیں لیکن علی صورت کہا ہے ؟ لس بیلے
کے عوام پر تو اسلام ایکٹ کی پابندی ہے ۔ لیکن کچھ اور علاقوں اسلام ایکٹ کی پابندی سے مستثنے ہیں
جیسے کے نیچے میں باہر سے لوگ آتے ہیں ۔ اور اس بیلے کے عوام کو تو نہیں ہیں ، اور انکا مال
موشیٰ چسرا کر لجاتے ہیں ، انکی حالت اب ہے کہ ہر دقت خطرے سے رو چاہتی ہیں ۔ انکی جان
مال اور آپر دکھ بھی محفوظ نہیں

میں سردار صاحب دعطار اللہ خان (میٹھگل) کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ انہوں نے لس بیلے
کے عوام کا چھینا ہوا مال دالیا ۔ جالاکھ ان سے پسے کی حکومتوں کو ہم نے پار پا کیا ، تاریخ
دیں ، داد دیا کیا ۔

کہتے ہیں مظلوم کو الفاظ مٹا ہے ، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری داد دفر باد پر
کسی نے کان زدھرا ۔

قائدِ الیوان پھر بھی آپ ان فلام لوگوں کے ساتھ بال بعد رہے ॥

جامِ میر غلام قادر خاں

متوڑے دنوں کا داقہ ہے، کچھ اس قسم کے خناصر ائے انہوں نے سторات کی بے حرمتی کی، ان کے کالوں سے ان کی پایاں چھین مخصوص بچوں کو زد کوب کیا گیا۔ اور ماں مولیٰ اٹھا کر پہاڑوں میں روپوش ہو گئے، ڈپی کھنڈ صاحب نے بڑی جرأت کی۔ کہ پولیس فرزس منگانی، جس سے لوگ بڑے خوش ہو گئے کلب لار اندھہ اور قائم ہو جائیکا اور چینا ہوا ماں والیک ملے گا، تین چار سوک پولیس اور ملیشیا کے پیچے ہم بڑے خوش ہوئے، کہاب تو الفاف کا دروازہ کھلا ہے، ڈپی کھنڈ صاحب، سحمدیار، نائب محمدیار وغیرہ سب اس پولیس کے ساتھ اے، پس اڑی کی طرف گئے، جہاں ڈاکور روپوش پتھر جناب والا۔ ہوتا کیا ہے؟ مذہم سائنس پہاڑوں پر بھیڑ ہیں، اور ادھر علاج دشوار ہوتے ہیں، کہ کیا گیا جلتے، آخر کار ہجومی طے پاتی ہے، کہ ضمانتی جاتے، اور جب لوگ شور چاتے میں تو کہا جاتا ہے، کہ ٹھرت کردے۔ ہم نے ضمانتی لے لی ہے، یہ تو روزمرہ کا معمول ہے تم لوگ دادیاں کھس لئے کھر رہے ہو۔ ماں تو سب کا جاتا ہے، اس طرح پولیس فرزس مذہبوں کو بچھانے اور ماں بیان کرنے بینز والیں آجائی ہے،

لس بلید میں ایسے ہزاروں داقتات رونما ہوئے، لیکن کسی کو کچھ دیپتی چلا کر انتظا یہ نے کیا اقدامات اٹھائے۔ سوائے سردار صاحب کے اقدام کے کہ جس کا میں پسے شکریہ ادا کر چکا ہوں، انہوں نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے،

تو جناب والا! ان دامان کی یہ حالت ہے، لس بلید کے بازار میں مسلح اعزاز و نبلتے پھرستے ہیں اور لیکن لس بلید کے عوام پر اعلو ایکٹ لاگو ہے، اس لئے دھکجہ شیش کر سکتے، و دسری طرف اگر مشین گھن بھی ہو تو کوئی پرچھتا نہیں۔ جناب والا! تو ازان رکھنے کیتے ہزادی ہے، کہ مس ہمیز کو آپ اپنے لئے پید کرتے ہیں دھوسروں کیتے بھی گرا کریں، یا تو ہم اس مقدار قراغل ہیں۔ کہ سارے بلوچستان سے اسلام ایکٹ کی پاندھی ختم کریں، اگر الیا ہیں ہو سکتا، تو پھر پورے صوبے میں اسلام ایکٹ نافذ العمل ہونا چاہیے،

کچھ علاتے ایسے ہیں، جہاں پر روزگار کے رسائل ہیں۔ لیکن بندوقوں اور کارتوں کی فراہی ہے، جبکہ ان لوگوں کو روزگار نہیں ملتا، تو پھر دہ سندھ اور لس بیڈے کا درج کرتے ہیں۔

بھائی میر غلام قادر خاں بھاگب والا اپنے دل کی اللہ تعالیٰ نعاست سنئی تھیں پر سزا ہنس رکھی ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز کی بات میں آپ سے اگھے جہاں ہیں کو دلکا، لیکن شراب کی
اللہ نے اسی دنیا میں سزا رکھی ہے،

دریں اوقاف

یہ رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے،

بھائی میر غلام قادر خاں بھاگب والا ایں مولانا صاحب کی زبان سے بڑی عجیبیات سن
رہا ہوں کہ یہ رسول نے کہا ہے خدا نے ہنس کیا، تو کیا وہ اس سے الکار کر سکتے ہیں، کہ اللہ
کادرخان بھے کہ یہ میر نے رسول نے فرمایا وہ سرافرمان ہے؟ کتنے اندر کام مقام ہے، کہ
ایک اچھی چیز کی خالفত ہو رہی ہے،
خاک دالا، کچھ مصلحتیں بھی نہ کر سکتا ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ اصول نجی ڈالتے ہیں
لیکن آج ہم نے ایک بڑی بحث چیز دیکھی کہ مذہب بھی بدلا کتا ہے، مذہب کے اصول
بھی بدلا کرتے ہیں، جو کہ آج تک ہنس ہوا۔ اسکا جواب پسے بھی وہ دے چکے ہے، یہاں بھی
ہک اگر جواب دیتے ہیے تو کوئی مقابلہ نہیں تھا، ایک طرف ترانوں نے کہا کہ مولوی مفتی محمد
صاحب نے شراب پر پابندی عائد کی ہے، دیکھو اسکے نتائج کیا نکلتے ہیں۔ اب یہ کوئی جواب
ہے، ایسے جواب سے بوجھستان کے عوام کیا تاثر لیں گے۔ حالانکہ جب مولانا صاحب انکش
ظریب سے تھے، تو بات کرتے وقت قرآن مشریف اسکے ہاتھیں ہوتا تھا، اور لوگوں سے کہتے
تھے، کہ قرآن کو لیتے ہو یا سردار کر لیتے ہو۔ یعنی قرآن ایک طرف تھا، اور سردار ایک طرف تھا
اور انہی اصولوں پر بھاگب والا ہمارے ذکر میں اور باعزت مولینا صاحب کو بوجھستان کے
اسلام پسند حوالوں نے منع کیا، میں اُنیو عوام کے ایمانی جذبے کی داد دیتا ہوں، جو انہوں
نے اسلام کی محبت کی وجہ سے مولانا صاحب کو درود دیا، اور بڑی اکثریت سے درود دیا اور
وہ سردار جو صابوں سے حکمران چلے آ رہے تھے یہ تھوڑی بھی تسلیک کیا جا سکتا تھا، کہ وہ ایک مولوی
صاحب سے ہار جائیگے، مولانا صاحب نے اُنہیں صرف ایک نام پر شکست دی، اور وہ

۲۷) حکایت خطا اور اسکا قرآن۔

نہیں تو قع می تھی، اک دہ شراب کے خلاف بولیں گے، اگر وہ حق بات کہہ دیتے ہے تو اس سے اُنگ کی وزارت نہیں جاتی، بکھر پورے پاکستان میں ان کا نام روشن ہو جاتا ہے، اور اخبارات میں ان کے چورپے ہوتے، اور تصویریں چھپتیں۔ مگر انہوں نے ہمیں ہم کا مقام ہے کہ اتنے بڑے عالم دین نے کہا کہ رسولؐ کچھ اور ہے اور خدا کچھ اور ہے یہ بات علاحدہ کے لئے بھوکری ہے،

مولوی محمد مسیح الدین :- پرستش آف آرڈر

یہ اسلام کی سراسر توتین بوری ہے اس ایران کے سامنے اسلام کی توہین قطعاً برداشت نہیں کیجا گی، مولانا صاحب جو فرمائے تھے، اللہ اور رسول کو انہوں نے الگ نہیں کیا۔

میاں سیف الدین خان پر اچھے۔ Interruption = کسی بھرپری ہے،

بیلیا اسٹریٹ ات آرڈننس تھوڑی بودھی ہے،

وزیر ادھار۔ آپ مسجد میں آجائیں ہم آپ کو دہان تباہی نہیں، یہ دین تباہے کی جگہ نہیں ہے

مختار پیغمبر مولوی صاحب! آپ کی جب یاری آئے تو جام صاحب جان نہیں چھڑا سکے، جب آپ کی باری آجائے تو پھر بھر کر لبھیں۔ اب تشریف رکھئے،

درستہ اوقاف و آنکھ کاری۔ آنکھ دیکھ لونا ہے؟ خدا اور رسول ایک ہے؟

مistr اسٹاکلر ہام ماحب آپ تقدیر پر چاری رکھیں۔

جام میر غلام قادیانی :- جناب دالا! میر تھوڑا یہ منشا بنسیں تھا، میں مولانا صاحب احمد

With the exception of the first two, all the others are in the same style as the first.

لیکن اگر کسی این سیاست را دنبال نماید و میتواند از این طریق امنیت خود را حفظ کند، آنها را باید پنهان نگیرند و باید از آنها برخوبی استفاده کنند.

لهم اجعلنا ملائكة حسنة

لے کر اپنی بھائی کو اپنے پاس لے جائے۔ اس کو ادا کا استعمال کرنے والے بھائیوں کا ہے۔ مگر یہ
کام کو اپنے دشمنوں کے دل کو خونکر کر کے بھاگ کر دینے والے بھائیوں کا ہے۔

شہریت ۱۹۶۰ء کے پانچ سال ۱۹۶۵ء تک جبکہ نجد ملکہ تھا۔ حسین بیٹھ

لهم انت أنت الباقي مني في كل يوم

پاکستانی کارکرد میں ایک بارہ سالہ پرکار آئندہ
1972ء کا ٹکرے میں سے کوئی نہیں تھا۔

ان مشینوں کو زمینداروں میں تقسیم کے خاتمہ ساختا کیا جائے۔ مگر اس پر بخوبی اسکی کامیابی نہ ہے۔ اسکے بعد اس مشینوں کے باز منصب میں کوئی تحریک نہ ہے۔ لیکن اس کے بعد اس کی کامیابی کا شکار ہوا۔ جبکہ موجودہ حکومت نے ان کا سارا لگایا، اس کے بعد اس کی کامیابی کا شکار ہوا۔ اسے عرصے تک ان مشینوں کا پہنچا دیا گیا اور اس کے بعد اس کی کامیابی کا شکار ہوا۔ جسے چھوٹے سے قلعہ میں لیا ہوا ہے تو اس کی کامیابی کا شکار ہوا۔ اس کے بعد اس کی کامیابی کا شکار ہوا گی، لیکن اسید ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کے معاونوں نے اس کی کامیابی کا شکار ہوا گی اور اس کے نتائج میں اس ایمان کو ہوا گی کہ اس کے نتائج میں اس کی کامیابی کا شکار ہوا گی۔

بیہقی اور فیض کی بات ہے کہ سوچوں کے بیرونی انتہا پر کامیابی کی مدد ملے۔ کوئی خوبصورت
ہستیانی نہیں۔ اسی بنیادی ضروریات کے لئے بحث میں پیداوار کی تحریک
جانب والا۔ میں ایوان کو بتانا ہوں کہ جسکی ساختی کو منع کی آئی۔ عمدتاً تحریک
کوئم کی برق کراپی سے بحق (سکوان) بیسی گئی۔

پہنچنے والیں بڑے دو روپے فی بھروسی ملنا، لیکن اب بخاطر کسی نہیں ملے گئے جو تھیں پرستی میں ملے گئے تھے اور جو اول کے کلبیے کا حال تھا، تھا کوئی کملا دو دو پیسے کی بھروسی تھے، لیکن پہنچنے والیں بڑے دو روپے فی بھروسی کر دیا گیا،

نیا بدلہ ادا کرے جو اس سے جہاز کا کچھ ممکن تھا اور اس کا کچھ ادا کیا جائے اسی نتیجے
جنہیں کوئی اور گواہ نہیں اتنا تھا کہ دام ائمہ پڑھ کر اپنے اخلاقی سندھر کرنے کی وجہ
اس کے علاوہ کہیں والوں نے حکومت سے تشریف یعنی موافی کیا تھیں اسی دلیل سے اس کو ناقابل نہیں
تو یونیورسٹی ساتھ ہر اور ریسیکرنسی کی طبقہ میں اس کی کوئی حکومتی امتیاز نہیں
تھا۔ اس سے یہ جہاز ایسی ہزار لیروں یوں ہیئت اسکے ساتھ ہے کہ اس کا کوئی رہا ہوئا نہیں اور اس کے
لئے سنا ہے کہ اسکی تحقیقات کیتے ہوئے ہوئے تھے مثلاً اسکے تین ڈیگریز میں اس کی
یا اعلیٰ اسکا جواب حکومت خود نے سکتی تھی اسکے لئے کوئی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کی وجہ
کیا جس کی وجہ کیا جس کی وجہ کیا جس کی وجہ کیا جس کی وجہ کیا جس کی وجہ کیا جس کی وجہ

لکے علاوہ ایسے مالکوں کا نتائج تھا کہ اس مقام پر کھلائیں گے جی
لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مالکوں کی تھی کہ اپنے مالکوں کے مقابلے میں
بھی پورا پورا مالکیت کا نتائج تھا۔

سید علی بن ابی طالب
ع

وَلِمَنْدَلْتَ وَلِمَنْدَلْتَ وَلِمَنْدَلْتَ وَلِمَنْدَلْتَ

بتواری چیزوں پر ملود رفسکر کرتے، کہ ملک بھی کس ناپا منے غلام اور شفیعہ کو دیکھتا۔
مگن علیم قربانیوں اور آزادانشون کے درستھے گریستھے کی سکھی بندھتے ہیں جو اگر اپنے
لئے، ان کا لفڑتے بھی جذابِ الادارت ہو گا، کہ چیزوں پر کہا کہ اپنے کو فراہم کرنے
کے لئے مصبوط ہو اس میں استحکام پیدا ہو۔ لیکن جو اس طبقے کی شفیعہ کو پیدا
کرنا تک اتنا سات کر دیا میں پڑے چکا ہے، اکتوبر کی سیاستی پیشہ کو اپنے کو پیدا
کرنے والے حکومت کی خدمت میں عرض کرنا اور اس کے آپسے بخوبی تباہ کو اپنے پاک
کرنے کا طریقہ لفت ہوتا چاہے۔ کیونکہ آپ لوگوں پر یہیں کی تھیں اسکے شکار ہوئے تھے۔
ویسیت کرنے بعد جدید کی ہے، تو کم از کم اُن اضافوں کے لئے اپنے کو پیدا کرنے
کرنے ہیں کہ اپنے چھوڑیت کی لقار کے لئے جو جدیدی سی ہے، غلطیوں والیں کو پیدا کرنے
کے لئے کر سکتا تھا، ان کو اپنے کروار گفتگو میں دکھل دیں کیونکہ ایسا ہے جو اپنے
خواہ کی تاریخی اپ پڑھ کر دیکھ یہیجے کہ ملاقات کے لئے پسندیدہ کوئی کھو بیٹھا ہے۔ میکن کا انتساب کی
کوئی چیز ہوا کر دی ہے، اس سر زمین میں اسے پڑھے ٹانکہ، لیکن اسکے بعد ستم
کے چھریں اس سر زمین میں دفن ہیں، اُن کی بڑیں جی ایک بڑی بڑی وہیں اسی تھیں کہ ان جانی دل
بیجی بھی، اس میں کوئی بقا نہیں ہے۔ ایک چیز کی بقا، یہ سکتی ہے کہ جو تجدیدِ حکومت ہے جس کا کوئی
بھروسی کرنے چاہے کہ وہ ہوا کی حکومت ہے تو وہ بھروسہ ہے ایک ایسی روزانہ تھی کہ ہمارے سبھی
ٹھیکانے استوار کریں، اور بہر و قشہ کی بھاگے محبت کو اپنا سنبھال دیں گے ٹھانے اپ اپ کا اکٹھا
ایکی باتیں کر لیجیں۔ لوگوں کی خوشحالی کے لئے ایک کریکٹ، ٹول کی کاروائی کوئی دلختے ہیں گے ایک
وسرے سے غیال ہیں کوئی عقدہ اور بھی سے اس لفڑ پر جیتے ہو جیسے اسے بیت جھکے دیاں اس لفڑ
کے دلیل ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آپ سے تھا اس کے لئے کہیں کہ سبھی کوئی کوئی
بھیں بھیتیں، میں نہیں سمجھتا کہ اسدار کا انتساب ایکہ تاریخی کا کہا تھا جو شش کریتی ہے، اسی تھے
کا سلسلہ ہے جو کہ اپ اسدار کی کر کی پڑھے جائیں اسی تھے کہ اسی سلسلے پر جو کہ ایسا شکار
کہا کہ اس تھا ایک اُن اصول ہے، کہ جس چیز کی پیشہ ٹھہر و قشہ کی تھی پر اسکی ایسا شکار
خواہ کسی مصبوط نہ سمجھی جائے، اس کا گرانی کیا کہ اس ایسا شکار ہے جو کہ اسی سلسلے کا شکار ہے۔

وہ اس شکم کی روایات سری ہیں، پاکستان میں یہ بھاری بدستی ہے، کہ اس ملک میں سمجھنے لگا۔ جو
بھرپی آئی اور جن آزادیاں لٹکوں ہے اس ملک کو گزرتا پڑتا۔ اور آج یہ بھاری بدستی ہے، اور
یہ حقیقت ہے کہ آج صورتوں کے عوام کے درمیان جو نفرت ہے وہ اپنے بھوپی چاہیے تھی، اس
کو اپنے نہیں یا نہ نہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ خدا جانتے ہی نفرت اور ایک درسرے
ہے درپی پاکستان کو کہاں کہاں لیجا گئی، تو یہ تمام چیزوں اور اسکے علاوہ جن آزادیاں
سے جیسیں گزرتا پڑا ہے، یہ سب پر عیاں ہے اور اب عقریب ہمارے مادر ہندوستان کا دادہ
کرہ ہے میں بھاری دلی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے اس شہر میں کامیابی عطا کرے، ہم ہمیشہ
دعا کرتے ہیں، اب یہ قبل از وقت ہو گا کہ میں ان سائل پر زیادہ بولوں کیونکہ ملک کا مادر ایک شخص
مکی دردہ پر چاہا ہے اور مجھے ایسا ہے کہ وہاں پر پاکستان کے عوام کی خواہشات کی پوری پوری
زخمی ہو گئی، اور مجھے انہوں سے کہنا پڑتا ہے کہ آخر یہ مکر زیادہ ہم میں کیوں خود کرائی ہے۔
جناب اکی نظر پاکستان پر تعمیر کرتا ہے کوئی نظریہ پاکستان کے حق میں ہوتا ہے، ہر ایک اپنے فکر
و عمل کے مطابق کچھ کہا کرتا ہے اور کہتے آئے ہیں اور جب بھی وقت آتی ہے اس عزیز
مسلم لیگ کو ہمیشہ ذیر بحث لایا جاتا ہے اور اسی بے چاری مسلم لیگ کے مبت مبت اور ایکین
میں جو آج بھی مختلف بخوبی پر ہیں۔ کبھی ان کو اس مسلم لیگ سے والبتنگی تھی اور میں سمجھتا
ہوں کہ مسلم لیگ کو ان سے گھر کرنا نہیں چاہیے، اہل الہتہ ہو سکتا ہے کہ یہ سیاست ہے
ہم میں بڑے بڑے خلاد موجود ہیں لیکن ایک واحد چیز وہ اس جماعت کے حق میں جاتی ہے۔
ہے پاکستان کا وجود میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ہمی سیاسی پارٹی اس سے زیادہ اور بہتر خدمت پکھنے
کے لیے انہم نہیں ملے سکتی۔

میں ہرجن کے سردار میں سے گھر کیا جانا تھا کہ سردار جابر ہیں

جناب والا۔ ایک نکتہ پر اپنے لوزی کچھ کہ بذریعت پاکستان میں حکومت برطانیہ اپنے خواہشات
کے لیے ریفیڈم کرتی ہے کہ مانگوں کیا مانگتے ہو۔ پاکستان میں رہنا چاہتے ہو یا ہندوستان میں تو
یہ سردار ہے چار سے کھلتے ہی بڑے ہی سبھی، لیکن ریفیڈم کے وقت انہوں نے اپنے
ضمیر کو فروخت نہیں کی، حالانکہ کامگریں کے پاس دولت مدت تھی، وہ لارج بھی دے

سکتے تھے۔ سب کچھ رکھتے تھے اہم ان سرداروں کا شکریہ ادا کرنے پڑی تھی، لیکن کوئی کہا جانا تھا کہ
یہ انگریز کے پھٹکے ہیں، اور اُس وقت اُبیں نے پاکستان کا ساتھ دیا اور ایک سنبھلے ملکدار کا منصب برو
کیا۔

قائدِ الامان :- شکریہے جا ب اس طرف سے سرداری کے حق میں تقریر یا یا پوری ہی ہی۔

جاہم میر غلام قادر خان اب جناب والا۔ جلد تک سرداری کا تعلق پہنچے میں نے تو پہلے کہا کہ
سرداری نظام جس پر پہلے نسبت کچھ کہا گی۔ بڑی بڑی تقریں پوچھیں اور ملاں دینے لگتے، لیکن
میں چھر اُس نکتہ پر آونڈ کر سرداروں کی فہرست آخر کنٹی لبی ہے؟ آپ بتکتے کہ بلوچستان
میں کتنے سردار ہیں؟

قائدِ الامان :- چار

جاہم میر غلام قادر خان :- ان چار کے تیچھے دکھرے بھی ہیں۔ تو جناب والا میں عرض کرنا ہوں
کہ کسی پر تنقید کرنا کسی کی برا برا گز ناٹھیک نہیں آپ اس بڑائی کا تاریک سمجھئے
و ذریعہ تعلمیں

گل خان نصیر :- ختم کر دیا

جاہم میر غلام قادر خان مجھے خان صاحب کہتے ہیں کہ ختم کر دیا ہے۔

- میں کہتا ہوں کہ یہ قطعاً ختم نہیں ہو سکتی، میں پر دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ختم نہیں ہو
سکتی اب بعداً ختم کیسی ہو جائے۔ کیونکہ سرداری اور حکومت دو ہوں آپس میں مل گئے ہیں اگر
کوئی لفڑو کرتا ہے تو میں کہتا ہوں وہ بیرونی جنت میں رہتا ہے۔ آپ حقائق سے قلعہ اگر ت

نہ بکھرے۔ حقائق کو تو سیاست سے لگانا چاہیتے۔ مل تھا امیر حسین کو بڑی خدمت پیش کی جائیں گے۔ قابل قدر سردار صاحب نے اپنی قوم کے خصائص کا جو فلسفہ ہیان کیا تھا۔ ہر قوم کے (traditions) جو ہے ہیں۔ یہ قابل قدر حسین ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم ساری نظام کو ختم کرتے ہیں، آج سے سرداری نظام مر گیا۔ تو جناب والا الگ ہم اپنے آپ کو بغلِ تعالیٰ دین تو عذر طلب سے کیونکہ سرداری نظام جو ان کے پاس ہے مذان کے جیل ختم ہوں گے اور نہ قبائلی سسم و روانی ختم ہو گا، اں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ نیک نیتی سے آج سے اس چیز کا مضمون ارادہ کر لیں کہ ہم نے اس ایوان کے علاوہ جو عدو یا کیا ہے۔ ہم حزو اور حکومت کا اختیار ہمارے پاس ہے اس سے استعمال کریں۔ اس طرح وہ لوگ جن کے کندھوں پر بنو قیمن ہوا کرتی ہیں۔ جنکو درختوں کا سایہ بھی میرے ہمیں کہ جن کے نیچے بیٹھا کر کتاب پڑھیں تو کم از کم یہ چوٹی سی چیز تو کریں کہ ان سے کہیں کہ میرے پاس مست آؤ اور جو جو حکومت کی طرف سے مقرر کیتے گئے ہیں انکے پاس منصیلوں کے لیے جاؤ، پھر ہم جا کر کہیں گے کہ سرداری نظام ختم ہوا اب جیسا کہ حسین سردار صاحب نے کیا تھا کہ وہ سیرے پر یہی ہیں اور یہ کہ مجھے اُنکی مقبولیت سے خطرہ لا جائی ہے اس لیتے ہیں داد دیا کرتا ہوں۔ تو دراصل بات پر نہیں ہے کہ مجھے اُنکی اس مقبولیت سے ڈر ہے مجھے ہمیں بلکہ عوام کو ڈر ہے اب یہ عوام سے پر جھو لیا جائے کہ انکو اس علاقے سے کیا ڈر ہے۔ اگر ہم حقائق پسند ہیں۔ تو ہم چیز ہم پسخیلے پسند کرتے ہیں وہ نہ سروں کیتے بھی پسند کریں۔

جناب عالا! میں کا حل یہ نہیں کہ ایک سے پھیننا اور دوسرا سے کی جیب میں ڈال دیا۔ دوسرے کا جیب کتر اور تیسرا کے سپرد کر دیا۔ تو یہ مسائل ان چیزوں سے تعلق ہوتے ہیں اور نہ حل ہونگے۔ مسائل کا حل مختلف ہوا کرتے ہیں۔ ان کے لیے تدبیری خلاف ہوا کرتی ہیں۔ البتہ یہ ہوتا ہے، اور میں ہمیں کہتا کہ آپ بے لمبے وعدے کیجئے، لمبی لمبی باتیں کیجئے، لوگوں سے یہ کہیں کرنے کرنے کی تھیں سونے کے بدلے میں گے۔ اور ہوتا ہے، کہ سونے کے بدلے گے پڑ جاتے ہیں اور وعدہ ان سے پورا نہیں ہوتا، تو اس سیدے میں حکومت کو ہی نہیں، بلکہ عوام کو بھی سمجھ داری سے کام لینا چاہیے۔ کہ یہ جو ہمارے پاس آگئی کہتا ہے کہ تو نفوذ بال اللہ آپ کو اللہ کے پاس آسمان پر لیجاؤں گا۔ تو عوام کو یہ سوچنا چاہیے، کہ یہ وعدے جو ہے کہ

رسہے ہل آیا پورے کر سکتے ہیں یا نہیں، ٹھیک ہے مالین آسمانوں کی دس دست تک تو نہیں پہنچ سکتا.....

قائد الیان آپ کا اشارہ پیغمبر پارٹی کی طرف تو نہیں؟

جامیں میر غلام قادر خان میرا اشارہ ہر ایک کی طرف ہے،

خاتم والا! ایسے معاملوں میں ہمیں سمجھداری سے سے کام لینا چاہیے، دھنے کریں، جن کو ہم پولا کر سکیں، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، بلوجچستان ایک پیمانہ علاقہ ہے، اب آپ اس کے شفیر رہنگے کہ ہم نے جو بجوت بنایا ہے اتنی بڑی بڑی سکیمیں بنائیں، اب آپ ضرور اس چیز کے شفیر رہنگے کہ مرکز سے کچھ ملتے، مجھے بھی یقین ہے کہ مرکز سے ہمیں امداد مل جائیگی اور ساتھ ہی یہ مکمل یقین ہے کہ انشا اللہ وہ وقت ضرور آئیگا، کہ بلوجچستان اپنے بادل پر خود کھڑا ہو گا، نہ صرف یہ کہ خود کیفیل ہو گا، بلکہ دوسرے صوبیں کے کام بھی آئیگا، لیکن اس وقت صورت حال ہے، کہ ہمیں مرکز کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اب اس بجوت میں موجودہ حکومت کو چاہیے تھا، کہ وہ عوام کو اپنے پیداواری ذرائع سے باخبر رکھتی، شمال کے طور پر سونی گیں ہے جو اس وقت مرکز کے ہاتھ میں ہے، اس طرح مچھلی ہے، یوں دیگر دس سوں پیداوار میں مناسب ہی اتفاق، کہ انہیں بلوجچستان کا جس قدر حصہ بنتا ہے، اسکی تفصیل یہاں لکھو دی جاتی۔ تاکہ عوام کو وہ معلوم ہو تاکہ سارے ذرائع پیداوار سے ہمیں کتنی سلاطینی آمدی ہوتی ہے، کیوں کہ عوام اس بات میں کافی دلچسپی لیتے ہیں کہ ہماری آمدی کتنی ہے، ان کی معلومات کیلئے انہیں یہ اعداد و شمار ہیا کئے جانے چاہیے ہے، جو کہ انہیں کئے گئے، اسکے علاوہ کئی ایسی چیزیں بھی ہیں، جنکا تعقیل مرکز سے ہے، ہم اس ضمن میں گذارش کرتے ہیں، کہ آپ مرکز سے سفارش کریں، کہ دہال کے بخکھے میں بلوجچستان کو ملازمت کا حق اور کوٹہ دیا جائے، جیسا کہ دیگر صوبوں کو اپنا کوٹہ مل ہوا ہے تاکہ بلوجچستان کے لوگ مرکز میں جا کر ملک دنوم کی خدمت کر سکیں۔

خاتم والا! ایک اچھا شگون ہے کہ اس بیانے کے علاقے کو صفتی علاقہ قرار دیا گیا ہے، اب یہ

بھی حکومت کا کام ہے کہ وہ یہ خورستہ دیکھے کہ انڈسٹری کیتے گوں کوئی اس ڈسٹرکٹ میں علاحدہ ہر اور بودول ہے، اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ کارخانے لگاتے رہتے حکومت یہ دیکھے کہ سب سے دیادہ مناسب جگہ اس غرض کیتے گوئی ہے، اگر نوشکی میں کوئی کارخانہ لگ سکتا ہے تو وہاں یہ ضرور لگایا جائے، لیکن لگانے سے قبل اس کے کامیابی کے احکامات کا پابند ہے ضرور لیا جائے، یہ حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس طرف ضرور توجہ دے، کہ انڈسٹری کو ایسی شکل میں قائم کیا جائے تاکہ یونیورسٹی کے ہر خطے کے لوگ ان سے مستفید ہو سکیں اور اپنی روزگار مل سکے اب میں مکان کے لوگوں کی شال دیتا ہوں وہاں کے عام بلاے بیدار ہیں۔ نقشیم کا انہیں بہت سوت ہے۔ ان میں پڑھے لکھے لوگ بہت ہیں۔ لیکن اسکے باوجود انکی اکثریت بیرون ملک — کویت اور مل رویت کے مالک میں روزگار کیتے گھر تجوہ رکھلے گئے ہیں۔ اچھی چیز ہے، وہاں سے فارلنڈ کیج مکار لاتے ہیں، اس سے حکومت کو بھی فائدہ پہنچا ہے، لیکن اگر ان افراد کیتے اپنے ہم مالک میں گزرادفات کیتے روزگار سیر آئکے تو بہت بہتر ہو گا، مجھے حکومت سے امید ہے کہ وہ ضرور اس سکے پر توجہ دیگی تاکہ وہ اپنے ملک کی فلاج دبیوں کیتے یہاں ہوتے ہوئے ہم اسکیں اب تو مکان کی صورت حال ہے، کہ وہاں پکاشت کرنے کیلئے کاشٹکار ہنس ملتا، زمینیں روند بستہ خبر نہیں جا رہی ہیں، آبادی کا ایک بڑا حصہ باہر جا رہا ہے، اور اگر یہ سندھ اسی طرح جاری رہ تو کسی وقت مکان میں کوئی فرزندیں رہیں گا،

اسکے علاوہ لوگوں کے پاس کوئی مکان نہیں، خانہ بدشمولی کی دنیگی بس کر رہے ہیں، ایک دفعہ اسکی سیر روزگاری ہے، جہاں یہ روزگار کیتے گئے یا کمائی کیتے گئے تو بال پچوں سیت اور ہجہ کے ہو کر رہ گئے۔ اگر اپنے علاقے میں انکو روزگار سیر ہو تو وہ نقل مکانی کیوں کریں ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ مکان کے خواہ کی اس سے بلاعکار اور کوئی خدمت نہیں ہو سکتی، وہاں کے لوگ آج لس بیلے میں ہیں تو کل خدا رہن اور پرسوں تلاٹ میں ہیں، یعنی بیچاروں کا ہر مسئلہ ہے دھکاتے کا کوئی پستہ ہے، جس جہاں عارضی روزگار ملادیں پڑھیرہ ڈیرہ ڈال دیا، اس طرح وہ مارے مارے ملاش روزگار نہیں درپدر چرتے ہیں، تو وہ بہت ہی بسیاری چیزیں ہیں، جبکا کتابت پیش نہ ہوگا،

میں سردار صاحب کا انتہائی شکر گذار ہوں، کہ انہوں نے اس بیان کے بڑھ کر وہ یورپ کے سپاٹیوں کو بخال کر دیا۔ لیکن ایک چیز میں انکی خدمت میں واحد کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے ہر فرد کی بیس پیس سال سردار ہے، ہوا یہ کہ وہ یورپ کے یورپی ہے، انہیں بلایا گیا راہ کہا گیا کہ پاٹخ، چھ ہزار روپے کی صہالت دادا یہ میری ناٹ میری کی نیدر قیمت سنبھالو، انگریز میں دے سکتے ہو تو،

Mr. Speaker The house is now adjourned for half an hour.

ایوان کی کارروائی رسنگر تیس منٹ پر ادھر گئے کیونکہ متوہی ہو گئی اور الرنجر پاٹخ منت

پر ذیر صدارت مولوی محمد شمش الدین صاحب ڈپلی اسپکر دبارہ شروع ہوئی،

مرٹر ڈپلی اسپکر :- جام صاحب! آپ اور بھی بولیں گے؟

جامع میر غلام ادھر خان بی جی ہاں

جانب ڈپلی اسپکر ایک انگریز سیاستدان نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ مجھے ایک آزاد پریس دیکھئے تو میں آپ کو ایک آزاد قوم دوں گا، میں جانب دلا کوئی لگہ بنیں کر رہا ہوں۔ پریس کی اپنی بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں، نیکے کچھ تقاضے اور حالات ہوتے ہیں حالانکہ بلوچستان کے عوام کی نظریں اس مجززہ ایوان پر لگی ہوتی ہیں کہ اس مجززہ ایوان میں حزب اقتدار اور حزب اقلاف کا کیا کیا کردار ہو گا، بلوچستان کے عوام کیفیت یہاں کیا ہو رہا ہے، کس فرد نے کیا کہا اور عوام نے انکو اپنی مماننگ کا بیو حق دیا تھا، اسیں وہ کیاں تک پورے اترے ہیں،

مجھے بڑے افسوس اور سایوی سے اپنے صافی بھائیوں کو کہنا پڑتا ہے۔ میں نے جنگ اور دیگر بہت سارے اخبارات کو پڑھا ہے۔ اس وقت بلوچستان کے لوگ مرست سے پچھے ہیں سماں تے رہتے، کہ بھی آج بلوچستان میں دو قومی اخبارات آگئے، لیکن جس طبقہ کی بات ہے، میں انکی مجبوریوں کو جانتا ہوں، لیکن پیس آزاد ہر تکبے، اور خاکہ بلوچستان کیلئے جیسا بلوچستان کی تھی ہمیں جائی گی ہیں، ایک نیا چیز اس روشن ہو رہا ہے تو مجبوری حکومت اور عوامی حکومت سے یاد رکھ

مزدود رکھی ہا سکتی تھی، کہ وہ پر لیں کر آزاد رکھیجئے۔ تو میں اپنے صدر اخبارات سے بڑے ادب سے اور بڑی ایمکاری سے گزارش کرنے والا، کیونکہ حکوم تو ہمارا ہیں چنانچہ ایک عوامی نمائندے کی خلیفہ سے کہوتے کہ وہ اهدیات ہے کہ آپ کو مکن ہے جب اخلاف کی رائے سے اختلاف ہے، لیکن چنانچہ ہماسے دلائل کا تعلق ہے، تو ہماری کسی عقول بات کو اپنے اخبارات میں جگہ دیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے اور وہ اندازہ کر سکیں کہ یہ عوامی نمائندے آیا، حرف آفہ سو روپے کے ذلیفہ کیتے یاں آئے ہیں، پچاہ روپے روزانہ ذلیفہ کیتے یاں آئے ہیں۔ یا کہی اہم کوار ادا کرنے کیتے آئے ہیں۔ تو میں صحافی حضرات سے بڑے ادب سے گزارش کرنے والا کہ ہجو بلند سطح کے مختار ہیں، اور ہمہوں نے ہمیشہ قوموں کی تقدیر یہی بدھی ہیں، قوموں کی آوازوں کی ترجیحی کا پہلی ایک واحد ذریعہ ہے تو کیا میں ایدہ رکھ سکتا ہوں کہ وہ تمام اخراجات سے بالآخر ہو کر اپنے اس حق کھا پے اس امانت کر جیسے میں پوری قوم کی امانت سمجھتا ہوں، وہ صحیح طریقہ ہے اپنے اس فرض کو سرد نگاہ دیجئے

جباب دلا! ایک اور بحیرہ ہے، کہ پہنچستان کا موبہ بنتے کے بعد، میں بڑی ایدیں اور تعقیبات تھیں، کہ وہ اخبارات جو پہنچستان میں پہنچتے میں ایک پار شائی ہوتے ہیں یا میں پہنچنے کے بعد نکلتے ہیں، تو حکومت اپنی توجہ اس طرف مندی کرتی آنکی حوصلہ افزائی کرتی، اور ان میں سے کوئی بھی ایسا اخبار جو حکومت کے میمار کے مطابق ہوتا، اسکی حوصلہ افزائی کیجا تی اُسے امداد وی جاتی جائز کہ پاکستان بنتے وقت جب ایک اخبار نکلا تو حکومت نے کھلے دل سے اسکو امداد دی، تو چاہیئے یہ تھا، کہ پہنچستان کے جس فرد کے ہاتھ میں اقتدار آئے، اور اب جبکہ اقتدار آپ لوگوں کو ہلا ہے تو ہزر رت اس امر کی ہے۔ کہ آپ اپنے مہماں صحافی حضرات کی حوصلہ افزائی کریں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تمام اخبارات کی حوصلہ افزائی کیجا تے، میں یہ ہمیں کہتا کہ فلاں اخبار کی حوصلہ افزائی کروں۔

وزیرِ تقدیم :- آپ سفارش کریں،

جامِ لیبرلاؤ فادرخان میں یہ تعلیمات فارش نہیں کر دیا، جس اخبار کو حکومت وقت اپنے مفاد یا عالم کے مفاد میں سمجھتی ہے، حکومت خود ایسے اخبارات کا چاہا کرے اور انہی حرصلہ افراد کرنے جو کہ بوجپور کے عوام کی صحیح رسمیت کر سکیں، میں یہ آذان سننے اٹھا رہوں، کہ آپ لوگ، بوجپوری مقامی کے غرضے لگاتے ہیں تو ان مقامی خبرات میں بہت سے ذمین اور لائق افراد کا کرتے ہیں جیسیں نکر عمل کا مادہ بھی ہے، تویں حکومت سے امید رکھتا رہوں، کہ وہ اس اہم سے پرانی وجہ دے گی۔

جانب والا امیں آپ کی دساطر سے حکومت کی توجیہ اس بیان کی لیکر سپالی کی طرف بیندول کرتا ہوں۔ کہیے کو توبہ نہیں میں بھی لیکر سپالی ہے، میں نے پسے بھی اسیاں میں کہا تھا، مگر افسوس کہ میری بات کو مذاق میں ٹال دیا گیا، حالانکہ یہ حقیقت ہے، کہ بہ نہیں میں جو جنریٹر لفب کیا گیا ہے، وہ صرف چند افراد کی سہولت کیتے ہے، ”بہ نہیں“ جو کہ ذاتا ڈلا شہر ہے، اسکی اتنی آبادی ہے اور ہما بھی ماشا اللہ بڑی اچھی ہے، پنکھوں کی بھی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے، کہ صرف چند افراد کے آرام دسکون کیتے جنریٹر لفب کیا گیا لیکن اسکے جانب میں کہا جائیگا کہ بھی آپ نے یہ کیوں نہیں کیا کیونکہ دسرا کوئی جواز نہیں ہوتا اور ہی کیا جائیگا۔

میں یہ کہوں گا کہ پچھلا دور اپنے ساق پر چیز چھوڑ گیا ہے، اسے آپ پھیپھے چھوڑ کئے، اب ہے آپ کا کام ہے، حالانکہ اس بحث میں اس چیز کی پروشن ہے، اور اس سننے میں سرے سوالات کا بھی جواب دیا گیا ہے، کہ کوئی تما احتل بھی کی سپالی ایک سال کے اندر کمل ہو جائیگی یہ بیت ڈا کار نام نہ ہے اور اہم چیز ہے، لیکن مجھے سمجھے نہیں اور ہا ہے کیونکہ ہم نے بھی دہان کی مشتبہوں میں شرکت کی تھی، اور تباہ کے خیالات کیا تھا، ممکن ہے حکومت کے پاس اُر دین کا حصہ اس ہر اگر ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے، کہ ایک سال کے اندر احتل میں لیکر سپالی ہو جاتی ہے، تو یہ بڑی اچھی چیز ہے تو کہا یہ چاہیے تھا، کہ بہ نہیں کا دہ علاوہ جو اس وقت بھی حکومت کی امداد کے بغیر ان لوگوں نے اپنی مدد آپ کے احول کے تحت ٹوپ دیتے کی شیش لگائی ہیں اور آج تقریباً پانچ چھوٹے سو سے بھی دیارہ مشین دہان پر لفب ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس بیسے کے عوام کو دادخیں

دنیا چاہیے کہ اپنے مالی وسائل کے نہ ہوتے ہوئے جی اتنے طے کام کرنے ہیں، اور کتنی اچھی بات ہے کہ کراچی کا رہ عالمی سمجھی آبادی اس قدر گنجان ہے، اور جس سے ہمارے پرست سے مفاہلات والبستہ ہیں انماں اور پہت صاری دیگر چیزیں دہل سے آتی ہیں، لیکن سبزیات دیگر ہب مذکور اور اس میں دیگر ہے کراچی کو فراہم کیجاتی ہیں۔ ان لوگوں کی بلاعی خدمت ہے اس لئے کہنے اس قوم اور اس خطہ بلوچستان کیتے مگر خاپ والا آفس کامقاوم ہے، کہ اس طرف کسی بھی حکومت نے توجہ نہیں دی اور آج جیسا کہ آپ جانتے ہیں گرانی کا عالم ہے، ہر چیز اُپنے داموں پر چلی گئی ہے، اب اس قسم کی مشینیں جو ڈیزل آئل پر چلتی ہیں، اور پیروول پر چلتی ہیں، اب ڈیزل آئل اور پیروول دیگر کا زخم بڑھ چکا ہے،

دنیر القائم

ڈیزل کا زخم نہیں بڑھا ہے

جماع میر شمس الدین قادرخان اگر دنیر بالدنیر کہتے ہیں کہ نہیں بڑھا ہے تو صحتیک ہے، اب چونکہ دنیر صاحب نے کہا ہے تو اسلئے ان کی غلط چیز کو بھی درست مانا جائے، تو پہتر ہی چاہا، کہ کراچی کے کسی ادارے سے خواہ وہ دایپا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ دایپا کا کوئی کام کے لوگوں کو بڑا اچھا تھا؛ ہے اور جھٹرخ کم کرنا میں بھلی کسی حلقہ میں چار گھنٹے نہیں تو کسی مدد میں دس گھنٹے نہیں، ہے دایپا کی کارکردگی بلوچستان میں اس امید کرتا ہوں کہ اس کا عملہ اپنی کارکردگی، اور بیمار کو بند کر لیا گا، تاکہ بلوچستان کے عوام کو تخلی مصحح طریقے سے فراہم ہوا اور پہاں پر جتنے گھنٹوں کا لفظ ہوتا ہے، تو پہاں کے لوگ لاٹھیں بھی جلا سکتے ہیں اور دوسری چیزیں دل سے بھی کام چلا سکتے ہیں، لیکن ان لوگوں کی تکلیف کا اپ اندازہ نہیں لگا سکتے، جن کی زندگی زیمنیں ہیں۔ اور جہاں پر ایک ماں چندر پیر رقبہ ہیں، اور انکو اگر تین چار گھنٹے بھلی مہیا نہ ہو تو اسکے نقصان کو ایک زندگانی اچھے طریقے سے سمجھ سکتا ہے تو مجھے اُمید ہے کہ جھٹرخ اس عمدے کا بڑا نام ہے، اپنی کارکردگی بھی ہند رکھیا ہتاک عوام مصحح معاذل میں انکی کارکردگی سے مستفید ہو سکیں تو مزدorست اس بات کی حقی، کہ ”شب ندی“ کا جو علاقہ ہے دہل دایپا کے ذریعے یا کسی اور اداے

کے ذریعے سے الکٹریک ہیسا کی جاتی اور یہ آئنا فاصلہ بھی نہیں ہے، اس پر بہت امتراءفت بھی ہو پچکے ہیں، ہم نے بڑے بڑے سفینے بھی پال رکھے ہیں، حالانکہ ان کی ضرورت نہیں تھی، اور اگر اس عوامی چیز کیلئے جیسیں نہ صرف عوام کا فائدہ ہے بلکہ پورے ملک کا فائدہ ہے، تو یہ الکٹریک لائن اگر کراچی سے ان زمینزاروں کو پہنچایا جائے تو جذاب دala! آپ خود سوچیں کہ زمینزاروں کی کس قدر بوجھے افراد کی بھوپی اور کتنے علاقوں پر جگدہ اپنک نیک کاشت شید لالکے، قابل کاشت نہ کئے اب جذب بیٹھا دلنا پکڑا جائے گا۔ کا یہ مشیر طریقہ دہاں کا تحصیلدار ہے، جسکا نام اسڑا ہے، میں صدقة بات تو نہیں کہہ سکتا، لیکن جو یہ علم میں آیا ہے، انہوں نے اپنے ایک مزین جنگل کا نام منظور احمد ہے، آپ کو یاد ہونگا، کہ میں نے پھر پھیلی تقریز میں اور محترمک انتوار میں اسکا حوالہ دیا تھا، کہ اس نے ایک بندی ہیچھے نیٹ پر مجرماں حملہ کیا تھا، تو اسی منظور احمد کو تحصیلدار بیٹھے نے اس الکٹریک سپلائی کا پلپر بھر لیا۔ یہ بات میں ایوان کے ممبر کی حیثیت سے صدقة نہیں کہہ سکتا، لیکن میری شیند میں آیا ہے۔ اور اگر یہ بات صحیح ہے، تو میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ اسکا نام صرف قاہری طور پر رجسٹر میں مددگار کی حیثیت سے لکھا گیا تھا دہ ایک ماہ ایک نام سے اور دوسرے ہیئتے دوسرے نام سے حکومت کے خزانے نے خواہ دھول کرنا تھا، اگر تھا صحیح ہے،

وزیر خوارک وزراءعت، اس بحث میں اسکا ذکر نہیں ہے،

جام میر غلام قادر خان

بجٹ پر تقدیر کرتے وقت اور چیزوں کا بھی ذکر آسکتا ہے، نام تو نہیں آتا مگر اس علیے کا جزوی خرچ درج ہوتا ہے، نام درج نہیں ہوتا ہے، کہ فلاں کو فلاں پوسٹ پر تینیں کیا ہے، تو جذب یہ میری شیند میں اٹا ہے، اور یہ بات بجٹ سے ہاہر نہیں حکومت کی ذمہ داری ہے، اور یہ کہ دینا کہ یہ بجٹ کے اندر نہیں ہے تو یہ بڑے افسوس کا مقام ہے، کہ ایک سمجھدار اور سمجھیے ہوئے دوسرے یا تیسرا بھروسے نے بڑے اچھے اور سمجھے ہوئے طریقے سے جائے جوابات ریتے ہیں، وہ یہ کہیں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں تو یہ بہت افسوس کی بات ہے تو اگر واقعی ایسا ہوتا رہا ہے کہ اس شخص نے جعلی نام لکھوا کر کبھی ایک نام سے اور کبھی کسی دوسرے

ہم سے تختواہ دھول کرتا رہا ہے، تو کیا حکومت اس معاملہ پر توہین دے گی، اور حکومتیہار کے اس غلط اقتدار پر کوئی ایکشن سے گی،؟ جناب والا پہنچنے والے و نسلوں میں بادشاہ ہذا کرتے ہے حکومت کی کرسی پر جو کوئی بیٹھتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اقتدار اسکے ہاتھ میں ہے اور جب ایک حاکم و دست ہوتا ہے، میں تو اُسے حاکم وقت ہی کہوں گا، کیونکہ ان میں اور ان میں کچھ فرق نہیں، اب جیہو ریت ہے، اس وقت بادشاہت تھی، لیکن حکومت کا طریق کارائیں ہے اور جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھتا ہے، تو عوام کی توقعات اس سے دری ہو سکتی ہیں، جیسے یہ ع عبدالمحمد خان اور بلوہ پشتان کے ہر فرد کو ہر قلی چیز کو سخنی حکومت ہے۔ ہم سب کیلئے کام ہوگا، آج یہ الفانی کا در در دورہ ہنسیں ہونا چاہیے، کیونکہ عوامی جیہو ریت کا اقتدار ہے، اب مارش لا، ہنس رہا اور اب سب سے ایک جیسا بڑا ہو گا، ایک جیسا سڑک اور رواداری ہو گی، لیکن ڈسے انہوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، میں یہ ہنسیں کہنا کہ میری اطلاع درست ہے یا ہنسیں میں نے سلہے کہ ثوب اور لالائی سڑک کی سکیم جو حکومت نے منظوری کی تھی مجھے پہنچنے کا اس سکیم کی مددوڑی جریل پاٹھ نے دی تھی یا گورنری پریمانی تھے، پھر حال اس اقتدار پر بیٹھنے ہونے کسی فرمان دوانے دی اور یہ سڑک جناب والا ثوب اور لالائی اور طیریہ غازی خان کو آپس میں ملاتی تھی، یہ سڑک عوام کو ایک دس سے ملنے اور رشتہ مضبوط کرنے کا ایک وسیدہ تھا۔ لیکن مجھے سمجھو ہنسیں آرہا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ پشاوریہ ایسا ہے جو اور خدا کرے ایسا ہے ہو، میں نے سزا ہے کہ یہ سکیم اب تک کاغذوں میں توڑی ہے لیکن اب کاغذوں سے مت کر دلوں سے میں مت گئی، مکن ہے ایک ایجاد تھی تھے کہ انہیں یہ اسکیم یاد آجائے لیکن میں اسکا ان اقتدار سے تو قرکھو گا، اک خداب پچھلی باتوں کو صرف دھرا ہے۔ آپ نے در کی پیداوار ہیں، اب آپ نے شے نبد کے تقاضے پورے کرنے میں آپ ڈیموکری کے محافظ نگہبان ہیں تو ایک چیز اگر عوام کی سہولت کیلئے ہو تو خواہ اس علاقے کے لوگ نیپ کے تلقن نہ بھی رکھتے ہوں یا پیڈپ پارٹی کی سے کیوں تلقن نہ ہوں تو یہ لیل چپاں کر دنیا مناسب ہیں کہ یہ کہنا کہ چونکہ یہ سڑک اس ایوان کے حزب اقتدار کے کسی مجرم کا علاقہ ہیں، اس نے اسے بنایا جائے، درست ہیں، کیونکہ یہ سکیم ایک فرد کیلئے ہیں ہے، فرد کے رہنے پر، انکی کوئی اچھیت ہیں، دنیا میں کتنے ڈسے افراد اسکے چھے گئے، وہ کہاں گئے، لیکن

یہ ملک اور اسکے عوام پر حالت میں باقی رہے ہیں، تو، میں چھوٹی چھپڑی چیزیں میں لہنگہ جانا چاہیے، یہ باتیں بھیں ذمہ بہنگہیں۔ کہ ایسی چھوٹی باتوں میں پڑھیجائیں اور علمی اہمیت کے کاموں کو نظر نہداز کریں، اپنے اس اصول کو لئے بیٹھے ہیں کہ لبیں میری جماعت کا فرد ہو تو اُسی کا کام جیسا گا، اسی کیلئے ٹیلینگون پر سفارش بھوگی، میرے خیال میں اگر نئی حکومت کا جیسی طریقہ کام رہا۔ تو اسی نہیں ترکیل یعنی طور پر اس کا جیسی دبی حرث ہو گا، جو بھلی حکومتوں کا ہوا ہے، کیونکہ انہوں نے مجھے یہی کچھ کیا تھا، تو اسکا کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ لوگوں میں نفرت پھیلی، اختلافات پھیلیا ہوئے، اوزان، اختلافات کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ پاکستان کا کوئی خوبصور نہ جزو اور دکٹا کا نفرہ لگا سکتا ہے؟ کیا یہ بات سکی کے لئے تو یہ بھی جھکتی ہے؟ - لیکن جذب والہ، جب نفرت کے جذبات بڑھتے ہیں اور اس نفرت کی انہما ہو تو ایک ایسا مقام بھی آجائتا ہے، کہ ایک پیغمبر میں کہ انسان ذہر سمجھتا ہے وہ اسکو قند سمجھ کر پی جاتا ہے، اگر تم نے بھی ان روایات کو دھرم رکھا تو، تو بہتر روایات میں جنکو ہم دعرا تھے ہیں کچھ اچھی روایات میں ہیں، مثلاً اس وقت ہمارے عزیز اسپیکر موجود ہیں ہیں، میں انکا تہہ دل سے شکستہ ادا کرتا ہوں۔ میں صرف حزب اختلافات کی طرف سے ہیں۔ لیکن پورے ملکہ پستان کے عوام کی طرف سے انکا شکستہ ادا کرنا ہوں کوئی حزب اقتدار کی طرف سے جو تحریک اتحاد پیش کی گئی تھی، اسے اسپیکر نے رد کر دیا ہے شاہ آپ کو کہیں بھی ہیں میلکی کہ ایک وزیر کی تحریک اتحاد کو کسی اسپیکر نے رد کر دیا ہے اسپیکر بھی وہ جو پر اقتدار پارٹی سے تعلق رکھتا ہو، یہ حمیوریت کا ایک دعا شکون پرے آپ اسمبلیوں کی کارروائیاں دیکھئے، تو سوائے مولوی تیز الدین در جوں کے احمد ہمیں ایسی مشائیں آپ کو نہیں ملیں گی، اور ہم حزب اقتدار کو بھی مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے کھلے اچھے طریقے سے اور سمجھداری سے ایک ایسے شخص کو اسپیکر کی کرسی پر فرا بُخُن کیا، جن کو صہبہ دیتے کا پورا احساس ہے، اگرچہ انہیں خود احساس ہیں لیکن کم از کم اسپیکر کو اسکا احساس قویاً میں اسپیکر خان سردار محمد خان باروزی کو اپنی طرف سے ولی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آئندہ بھی ان سے ترقی رکھتا ہوں کیونکہ ایک پھول کی نظر جماعت ہے، آج ہم سات ہیں تو کوئی دبجہ ہیں کوئی ہم چودھڑے بن جائیں، تو پہ کوئی عجیب بات ہیں۔ یہ کہتا آیا ہے، جذب والہ.....

میال سیدف الرضا خان پرچمہ :- ہر سکتا ہے جو لوگ صاحب ادھر آجائیں،

جامع میر عزیزم فادرخان

پس ہنس ہم تو چاہتے ہیں کہ کونی بڑا آدمی آجائے،

جانب والا ایں آپ کی خدمت میں بھی عمر من کر دلگا، کیونکہ آپ سے بھی ہنسی فری امیدیں والیت میں اور امید رکھتے ہیں کہ آپ سے بھی کوئی غلط کام قطعاً سرزد ہنسیں ہوگا، کیونکہ اور لوگ کسی اور اثر سے مکن ہے، امر عرب ہو سکتے ہیں، مگر علماء کرام جنکے ہاتھ میں اللہ کی رسی ہے، وہ قلعہ کسی سے مر عرب ہنسیں ہو نگے، اور مجھے آپ سے پوری توقع ہے کہ آپ ہعرف اس بارے کی عزت برقرار رکھنے والے حرف اسکے مقام کو بلند رکھنے، بلکہ ایک ایسی ایسی شال اور ایسی لیٹر اس بارے میں چھوڑ دینگے، کہ ہم نہ سہی ہمارے پیکے ہی جب آئیں گے تو وہ یہ کہنے گے، کہ ہم ان کے لئے کوئی اپنی بات تو پھوڑ لے گئے ہیں،

جانب والا ایقانی رکھ رکھ کی اپنے اپنے لس بیسے کے یونی سپاہوں کے متنق جو کچھ میں نہ کہا تھا، اپنیں روزگار پر تولکایا گیا، لیکن انکیس پیچیں سال کی سردیں کا کیا تبا، وہ اپنا بڑھا پہاں گز لے گئے آج وہ ریاستِ سلطنت کی سیچ پر ہیں، اب تو اپنی پیش بھی ہنسیں ملیں گی۔ اور آج آپ ایک مژدود گر صادرہ کے لیے ہنسیں زکاں سکتے، لیکن حرف ڈپلی کنز کے ایک لفظ نے لیٹر کسی نوش، لیٹر کسی چاند شیٹ کے اور لیٹر کسی چارچ شیٹ کے اور لیٹر کسی بار پر س کے یک لخت اُن کو پیٹی دیدی گئی اپنیں یہ کچھ لخت کہا گیا کہ جاؤ گھر دل میں بیٹھ جاؤ تمہاری کوئی صرزدست ہنسیں آپ جانتے ہیں جانب والا کہ ان کی جگہ کمن کر مقرر کیا گیا، یہ ذرا حکومت اپنے ریکارڈ کو دیکھئے کہ کمن کر مقرر کیا گیا، آیا وقت لس بیسے کے عوام کو ملا قلعہ ہنسیں، سوال یہ تھا کہ ایسے لوگوں کو لگایا جائے، جو لس بیسے کے عوام کا تحفظ کر سکے

لیکن تکتے انہوں اور تعجب کی بات ہے کہ یہ ذمہ داری اُن لوگوں کے پر کچھ تھی ہے، جو لس بیسے کو لوٹھتے ہیں، اور یہ کہ وہ بندوق جو انکو دی گئی تھی وہ بندوق ،

راس موقد پر جام صاحب کے ہاتھ لگنے سے ملکیہ نوش پر گردیا

ترنیاب دالا ہمیک کے پیغیر ہی ہی تو یہ ذمہ داری اُن افراد کو سونپی گئی اور وہ سرکاری بندوق
اپنے ساتھ لے کر ہزار ہوئے، اب سرکار کریڈنکر پڑائی کہ بندوق کیسی تلاش کی جاتے، اور جب
حکومت اُنلی بندوق حاصل کرنے میں ناکام ہو گئی تو پھر ان بندوقوں کی جگہ اور بندوق لانے گئے
ہیں، گر اُن کے بزرگوں کو دیکھا جاتے، تو وہ کوئی اور بندوق ہو سکے، لیکن لفود اور قمیں میں
وہ بات خردار نہیں کہ یہ حسیرم اُن سے بھی سرزد ہوا کہ انہوں نے عطا کو دیوبیوں کو بھرپت کیا تھا
تو یہ ایسی باتیں ہیں، جن پر ہمیں سمجھدی گی سے خذکر کرنا چاہیے، اسکے علاوہ ہماری حکومت نے
بڑھی تسلیم کیتے ایک چھوٹی سی رقم پر جو مخصوص کی ہے، یہ بڑی اچھی پیغز ہے، اس سے
ہمداں اور مدھب کو فراغ نہیں کیا، بلکہ چند مولانا صاحبان ہم سے ملے کہ ہم نے ہمیں ایک منی
حکومی حکوموں لایا ہے، اسکے لئے ہمیں یہیں ہیں ہزار روپے کی خردرت ہے، اب معلم ہمیں پر قم ہمیں
عیلگی یا ہنسیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے وزیر اوقاف کے پاس جائیں کیونکہ مدھب
میں کوئی تمیز ہمیں ہوتا، آپ کیوں ڈرتے ہیں اور یقینی طور پر وہ اس مسئلے پر غور فرمائیں گے، تو
انہوں نے کہا کہ ہم وزیر صاحب کے پاس گئے تھے، ان سے شرف ملاقات ہوا ہم جو تاثرات
لا سئے ہیں وہ ہے کہ ہمارے پاس وہ لیل ہمیں ہے، جس سے ہمیں اسلام سکے، اب یہاں
یہ خردر ہے، کہ کسی سکول کا معیار کم ہو تو گرانٹ کم ہو لیکن ہمیں اسکا لیل ہمیں دیکھنا چاہیے
بلکہ اسکا مقصد دیکھنا چاہیے، ہر دوہ فرد میری تلفر میں بلا ہمیں بلکہ اچھا سمجھتا ہوں اور ان سے
میری ترقیات خردوں میں اور ہمیں علماء کرام کو کام کرتے کیتے ہوئے اور قبل اور وقت
داریلا ہمیں کرنا چاہیے میں تصرف ہے چیزیں ایسی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، ہمیں ایسی ہے
کہ دو یوں کام انجام دیں گے، جس سے یہاں کے عوام کو فائدہ پہنچنے۔
اب چنانچہ دالا میں اس سیکھ کے
.....

مُسْرِفٌ پُریٰ اسکے پیغز جام صاحب میرے خیال تین ان کے نئے اتنی تحریر کافی ہو گی،
موضع پھر بھی مل جائیگا، یہ کافی ہو گی،

جامع میر غلام قادر خان ہمیں جی، یہ جو سال میں یہ قومی سائی پیں

قادِ الیوان

پر اسٹٹ آف آڈر، میں عرف کرتا ہوں جناب! اس الیوان میں کل اکیس ٹینگر
ہیں، سینت میں سے ایک جناب ہیں ایک اسپکر ٹھاڈب میں، باقی انیس^{۱۹} ٹمبر بچتے ہیں، کل پندرہ
گھنٹے اس الیوان کی جزیل بحث کے لئے تین ہن مخصوص کئے گئے ہیں، جام صاحب نے آٹھ بجے
یا سوا آٹھ بجے تقریر شروع کی ہے،

جامع میر غلام قادر خان سارے سے آٹھ بجے

قادِ الیوان

چلو جناب سارے سے آٹھ بجے ہی سبی اور اب کوئی پونے بارہ بجے ہو گئے ہیں
جامع صاحب اگر ایک ٹمبر کو اتنا وقت دیا جائے اور اگر ہر ایک ٹمبر بولنا چاہے تو آپ اس
وقت کہ کس طرح سے تقییم کر سکتے ہیں، اور پھر بھی جام صاحب نے جو بائیش کی میں، ہوتا ہے ہے
کہ ایسی میں جو جزیل ڈسکشن ہوتی ہے، اسیں REPETITION ہیں ہوتی باقی کو تو چھروں
جامع صاحب کی ادھی تقریر کو اگر آپ دیکھیں تو اسیں سوائے "یعنی" کے آپ کو کچھ نہیں میکا
اس طرح سے آدھو حصہ تو "یعنی" میں چلا گیا باقی آدھو حصہ کا اکثر حصہ "جناب دلا" کے لفظ
سے بھرا ہوئے۔ تو باقی رد گیا، تو باقی ٹمبروں کا روت "یعنی کہ" کے نذر ہو جائے

جامع میر غلام قادر خان جناب دلا! "یعنی" ہو یا جناب، ہو یہ اسمبل کے ایک ٹمبر کا حق ہے،

ہستروٹی اسپکر

اسمبل کے اصول اور اداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گلبری میں ہمارے
بختی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں وہ نیادہ زور سے نہ نہیں بلکہ اپنے دل میں نہیں اور جام صاحب سے
مکپہ چکا ہوں کہ اتنی تقریر کافی ہے، الگسی اور ساتھی کو وہ مرقدہ دیں، تو بہتر ہو گا،

اصلہ شاید اور بھی مرقدہ ان کو ملے رہے

جامِ میر غلام قادر خان تو پریس جاپ نہم کرتا ہوں، مجھے حضوری اور سہمت دیں گے

مسٹر طاہی اسپکٹر اگر آپ محدود وقت میں نہم کر سکتے میں تو ملیک ہے،

جامِ میر غلام قادر خان جی ہاں میں محدود وقت میں نہم کر دے گا۔

مولوی محمد حسن شاہ آپ تشریف رکھیں (جامِ ماحب سے مخاطب ہو کر)

جامِ میر غلام قادر خان آپ کا پرائیٹ اف ائرڈر ہے، اگر نہیں تو آپ تشریف رکھیں، بعد میں آپ تقریر کریں،

مسٹر طاہی اسپکٹر مولوی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جامِ میر غلام قادر خان مولوی صاحب کا مقصد مجھے سلام ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں میں آپ کی اطاعت کیتے ہوں کر دوں کہ مولوی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بجٹ میں ہٹھی و قسم رکھی گئی ہے وہ مجھے دی جائے،

تقریر

مسٹر طاہی اسپکٹر مولانا صاحب اپنی تقریر پر خود کر بیٹھے، آپ اپنادس منٹ کے لئے بولیں

جامِ میر غلام قادر خان آپ تشریف رکھیں (مولوی محمد حسن شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر)

(ہجکر)

مولوی محمد حسن شاہ آپ تلقیر ختم ہی بنیں کتے،

جامع میر غلام قادر خان اب میں اپنی تقدیر ختم کر رہا ہوں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں میں چند کاریزات ہیں، اگر ان پر حکومت توجہ دے تو پہنچ رہی ہے
بیکار سے خیال میں اس فتح کی پر دوڑیں اس بجھٹ میں مفرود ہے، میں امید کرتا ہوں کہ کاریزات
کے سامنے میں اس بیلے کو مفرود اس کا حصہ ہیگا، اور جہاں تک سر دشرا کا لفظ ہے میں پھر بھی عرض
کر چکا ہوں اور بیٹ سی بائیں اس ایوان کے سامنے کہہ چکا ہوں میں اس امید پر اپنی تقدیر کو ختم
کرتا ہوں کہ جناب کا لفاظ ہے، میر صاحب کا لفاظ ہے۔ کہ ان کو موقع دیا جائے، تاکہ وہ صحیح
انداز سے اپنے زرین خیالات کا اظہار کر سکیں،

مرفت ایک بات رہی ہے کہ کہا جانا ہے کہ انج کی سماںگ ہنسی ہو رہی اور انج کے
سلسلے میں جو قدر اٹھایا گیا ہے، وہ بھی حوصلہ افزار ہے، = بھی کہا جانا ہے کہ پس سے سماںگ اتر پار پڑی
کی وجہ سے بر تار ہے، عرف اشخاص کو فائدہ بیانے کی عرض سے ہوا ہے، لیکن اب جو نئے
پر مشیں چاری ہونے ہیں تو کیا از کا ایک جنہے ہنسی ہے،

فرق عرف یہ ہے کہ آپ اب کمی سیدھے ہاتھ سے نکالتے ہیں اور وہ اٹھے ہاتھ سے
نکالتے ہیں، لیکن سطح لگنی نکالتا ہی ہے، تو جناب والا! اسکے علاوہ اور بھی سماںگ پہنچتا ہے
جیسا کہ کراچی سے مال آتا ہے اور کراچی جو مال جانا ہے تو کیا حکومت اس سماںگ کی طرف بھی لجوہ
دیگی، جناب میں مفرود ہی کہا چاہیگا کہ یہ تو چاری ذمہ داری ہنسی ہے یہ تو مرکز کی ذمہ داری ہے،
ہم تو عرف اپنے علاقت تک ذمہ دار ہیں تو یہ سوال کا کوئی جواب نہیں، مجھے امیر ہے کہ حکومت
پوری تدبی سے اس طرف توجہ دیکر اس کو ہر طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کر لیجی، تاکہ سماںگ کا
صحیح معنوں میں ستیاب ہر سکے،

جیسا کہ سردار صاحب نے فرمایا کہ کسی بات کی (REPETITIONS) نہیں ہونی چاہیے،

لیکن ان باتوں کے اخادر سے کی ہزورت اسلئے چلتی ہے کہ ممکن ہے دیر اعلیٰ ہاؤں میں موجود نہ ہوں اور انہوں نے نہ سنایا ہو ممکن ہے آپ اور چیڑھ میں اس قدر صرف ہوں کہ آپ اس طرف توجہ نہ دے سکیں، تو اسی میں نے الیا کہا اور یہ سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب ایک عملی آدمی میں، لہذا جو بائیش میں ان سے کہوں ایسیہ ہے کہ وہ ان پر توجہ دیں گے، میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے حزب اختلاف کی بائیش مبارکہ سے شیش اس کیلئے میں خوب اخلاف کی طرف سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں میں انکے مزاج سے متوقع ہوں گے ایک میں اہمیں ہو دو چوں، نہیں سمجھتا ہوں بلکہ میرے خیال میں جتنا سبیل میں میرا حصہ ہے اتنا ہی انکا بھی ہے، ہاسٹے توقع ہے کہ وہ تمام سیاسی پیلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس پہلے کے مسائل پر توجہ دیں گے اور یہ نہ سمجھیں کہ یہ نیپ کا آدمی ہے، پی پی کا آدمی ہے یا مسلم لیگ کا بھروسی ہے،

فائدہ الیوان جام صاحب آپ تو خواہ مخواہ ڈر رہے ہیں

جامع میر غلام قادر خان

میں ڈار ہیں رہا ہوں، بلکہ ایک چیز آپ کی خدمت میں پیش گردہ ہوں تاکہ اگر وہ اس بیلے کیتھے کچھ کریں تو اس بیلے کے عوام بھی کہنے کے سردار ماحب نے اپنی قیادت اور فسر الفق کا صحیح استعمال کیا، انسان کے فرائض بہت ہوتے ہیں۔ فرائض میں کوئی یاں بھی کو جاتی ہیں، میں اہمیں آسمان سے نازل شو فرشتہ ہیں سمجھو رہا، وہ بھی انسان ہیں اور اسی بلوچستان کی خاک کا دہی بھی خیریتیں۔ تو اس طرح سے صرف اس بیلے کے عوام کی ہی ہیں بلکہ پورے بلوچستان کے عوام کی ترقیات بھی اُن سے والیہ ہیں، اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہو یا کسی گستاخی کا سرگزب ہلا ہوں، یا کسی کا دل میں نے محبردح کیا ہو تو میں بڑے ادب سے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے صافی کا طلب بگار ہوں اور سماقت ہی سماقت یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف حزب اقتدار کو توفیق عطا فرمائے، بلکہ اخلاف کو بھی اللہ بصیرت اور توفیق عطا فرمائے، اور انہیں اچھے اور بُرے کی شیز پیدا کرے، تاکہ وہ صرف اپنے وجود کی ہیں، بلکہ پورے ملک کی خدمت کر سکے،

مولوی خجھمن شاہ، ایک صحرائی بیٹی کے پاس آیا، نماز فڑھا اور نماز پڑھنے کے لیے جو
کی کہ اسے پر دردگار بھجو پر رحم کیجئے، ایک سیرے باپ پر رحم کیجئے اور کسی الگ رحم مت کیجئے
جا، صاحب نے کہا کہ جسے پر رحم کیجئے ایک دوسرے صاحب پر رحم کیجئے اور کسی پر رحم مت کیجئے
جا، صاحب دیسے تو بڑے ادبی میں لیکن بجھٹ پر لفڑر کے دران انہوں نے اس ملیٹ نکران یا گوار
کے بارے میں ہی سب کچھ کہتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ تمام مصیبت ان ہی علاقوں پر ہے،
اور جام صاحب کے خیال میں ہے ہے کہ ہم لوگ سونے کے بلکے میں رہتے ہیں، ہماری داستان
اگر آپ سینگے تو آپ کو رونا اچھا نہیں کہا، اگر ہم پر کیا غلام ہو رہا ہے، پرانی حکومتوں نے، آپ جسے
بڑے لوگوں کی عزت کی ہے آپ کا بہت احترام کیا ہے، آپ کے ساتھ امداد کیا ہے، اور یہ میں
پرانی حکومتوں نے روای کی لاکری میں ڈال دیا تھا، ہمارے علاقوں کی سڑکیں جو کہ کچھ ہے، اور
ہمکو سچھتا کر دانے کیتے ہم نے سر توڑا کو شیش کیں، مگر پچھلی حکومتوں نے ہماری نزولوں کی کوئی
پروابیں کی، دیسے تر قدر ط سندھ میں اور گلستان کی سڑکوں پر کام شروع ہوا، جب میرے علاقہ
کی باری آئی تو بورشیار میر نے کہا کہ یہ چھوٹا روڑ ہے میں روڑا نہیں ہے، خدا کہتے ہیں تباہ یہے، کہ پہلک کی
خدمت کرنا ہمارے ہے عز و ری ہے یا نہیں، تو اس سلیمانیہ تیزی خاطر ہے کہ یہ چھوٹا روڑ ہے
اور یہ بڑا روڑ ہے، اس بارے میں، میں گورنر ریاض حسین صاحب کے پاس گوا اور کہا کہ آخر میں
بھی تو میر ہوں، عوام نے مجھے بھی اپنا نامہ منتخب کیا ہے، جب آپ قدر ط سندھ میں کے روڑ
کی سکیم کی منظوری دیتے ہیں تو خدا کہتے ہمارے علاقوں کی روڑا کی سکیم کی بھی منظوری دیدیجئے
انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے علاقوں کی سڑک پر بلڑا در جلا بیگے مگر وہ بھی نہیں چلا یا، اسکے بعد کی حکومت
نے بھی، میں نظر انداز کیا، تو اس طرح اس نے نہ ہماری بھلکنکشون کا، نہ اناج کا، نہ لوگوں کا اور نہ ہی ہماری
کاربزیوں کی پرواہ کی، اب آپ (جام صاحب) پیش رہے ہیں کہ ہمارے نئے کوششیں حالانکہ آپ کہتے کافی کچھ ہے
ہے، لیکن ہمارے علاقوں کے دو گورنر میر کی بنیادی سہوتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے تباہ ہو گئے، سیرے خیال
میں انفاث کا تعامل ہے کہ ہر علاقوں کو دہلی کی آبادی کے لحاظات سے اس بجھٹ سے قسم ملنی چاہیے اگر جام صاحب اور
دربرے سرداروں میں بجھٹ کی قسم تقییم ہو گئی تو بلا دشیں دھیبت کے علاقوں کے لوگ ہر براہ رہ جائیں۔ اور بھلکی و حکومتوں
نے ہم پر غلام کی انتہا کر دی، اب موجودہ حکومت سے گلزار ہے کہ وہ ہمارے اور پر جم کے تجاہ صاحب خدا کیتے انفاث
کی بات کیجئے، تمام مسلمانوں کی جعلی کی بات کیجئے اور حرف اپنے علاقوں کے بارے میں سوچنا شوگ کروں۔

مذکور تعلیم

جناب والا! ہمارے قابل احترام ہام صاحب نے اپنی بصیرت انزوں تعریف میں چند ایک ایسی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا جواب دینا یہ رہے لئے اس ناؤں میں ضروری ہے۔

وہی بات جام صاحب نے یہ کہی کہ اگر میں وزیر تعلیمات کو محفل رقص و سرود کا پانہوار کہوں تو شاید بجا ہو گا۔ اس سلسلے میں گزارش سے کفر و توبہ معمول کہا ہے لیکن یہ جملہ ہام صاحب کی زبان سے مجھے سننے کی وجہ نہ تھی بلکہ ہمیاک غالب نے کہا ہے اور

”مقطوع میں پائٹی ہے سخن گستاخ بات“ تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ محفل رقص و سرود جس اجنبی کو کہا جا رہا ہے وہ پاکستان آرٹس کونسل ہے۔ پچھلے دونوں بحثیے صدر محترم نے یعنی احمد فیض صاحب کو طلب کر کے ان سے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں ایک ایسی تنظیم ہو جو یہ طبق کے عوام کی تہذیب پر چار اور تمدن وغیرہ کی نمائندگی کرے۔ چنانچہ یعنی صاحب کی زیر سرپرستی پاکستان آرٹس کونسل ہمدرم میں لا لی گئی۔ جس کی ایک شاخ بلوچستان میں بھی قائم کی گئی۔ بدقتی یا خوش قسمتی ہیں کہ یعنی صاحب نے بلوچستان کی شاخ کا سربراہ مجھے مقرر کر دیا

جناب والا! ہمارے محترم جام صاحب جو کہ اپنی بلقباتی حیثیت سے ہر اس چیز کو جس کا عام سے تعلق ہو جو یہاں کے پسماں دھخلوق کو ان مسائل سے آشنا کرتا ہو جو کوئی راستہ دکھانا ہو کہ نہاری اس عزیت، افلام پڑھانگی، بے تعیینی اور دربداری کے دعویات کیا یہں۔ تو اس چیز کو یہ بُلْقَه جس سے فرش قسمتی سے جام صاحب بھی تعلق رکھتے ہیں یہیہ ایسے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہیے ذیلیں فقرے ان کے لئے استعمال کرتے ہیں لیکن بلوچستان کے عوام

بام میعرف لام قادرخان

پہاٹنگ آف آرڈرسر

میں نے ان کے لئے کوئی ذیلیں فقرہ استعمال نہیں کیا۔ یہ تو اخبار میں تھا کہ شہریوں نے انہیں یہ ظاہر دیا۔

مذکور تعلیم - بہر حال یہ آرٹس کونسل ہے پا ہے اسے جام صاحب محفل رقص و سرود کہیں

حام صاحب اسے ہزاری ہجاؤں کی مانش کیں یہ وجود میں آیا ہے یہ بلوچستان کے پرانے عالم کی تہذیب و تدن کو اور ان سے متعلق ان تمام رعایات کو جو وہ نراموش کر چکے ہیں یہ کوئی بیدار کرنے رہے گی اور ان کی رہنمائی کرے گی ان باتوں کے علاوہ جو محترم حام صاحب نے کہا ان کے متعلق میں بلوچی کا صرف ایک فقرہ کھوں گا۔ دست نہ رہی گولیاں جن بکالا۔

کیونکہ کہنا کسی اور سے تھا اور باطب بھے کیا۔ تو اس سلسلے میں گذارش کرتا ہوں کہ حام صاحب نے جہاں پہاڑوں پر خون کے دھوں کا ذکر کیا ہے جہاں لوگوں کی لٹٹ مار کا ذکر کیا ہے اور جہاں ان کے ظلم و ستم کا ذکر کیا ہے وہاں حام صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ ان پہاڑوں پر خون کس کا بہا، یہ گھر کس کے اجڑ گئے یہ ماں مولیشیان کس کے لئے کتنے یہ عقیصیں کن کی آجڑی گیئں؟ تو حام صاحب نے اسکا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے ذکر نہیں کیا کہ بخشی سے ایوب خانی دہ کی اس طاقت کے ساتھ حام صاحب خود والبست تھے جو کہ بلوچستان کے عوام پر گوپیاں جیلاتی رہی۔ جس نے ان پہاڑوں کے دامن کو رنگین کیا جس نے مری اور بگٹی کے علاقوں کو اجڑا اور جن کے ماں مولیشی سمندر پنجاب کے علاقوں میں دو، دو اور چار، چار روپیے میں بکے تو حام صاحب یہ نہیں کہتے اور یہ الزام بھی ہمارے سرخپتے ہیں اور اس بات کو وہ نہ کہ دیتے ہیں۔ جوان کے آقا دیتے رہے ہیں۔ میں اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ تو ان پہاڑوں کو سردار کی سرداریوں کے لئے لڑائیا کہنا یا سرداری کی بجائی کی لشائی ہم نہیں کہہ سکتے یہ درحقیقت پاکستان کے عوام کی لشائی تھی جس کی خوش قسمتی سے بلوچستان کے عوام نہ اسندگی کر رہے تھے۔ یہ جمہوریت کی لشائی تھی۔ ۱۹۴۵ء کے ایوب خانی دہ میں حب تام پاکستان میں ارشل لاد لکایا گیا۔ تو ارشل لاد کے خلاف سب سے پہلے جو آفاز اُسی دہ بلوچستان کی تھی دہ بلوچستان کے عوام کی تھی۔ یہ دہی لڑائی تھی جو ایوب خان کے ابتدائی دور سے شروع ہوئی اور آخری دور تک جاری رہی۔ یہ جمہوریت اور پاکستانی عوام کے حقوق کی لشائی تھی یہ عدل و الصاف کی لشائی تھی یہ ایک حق کی لشائی تھی جو کہ قدری طور پر پیاں کے عوام کو حاصل تھا اور جسے چند غاصبوں نے عصب کر سکا تھا۔ تو لہذا جہاں حام صاحب اس کا ذکر فرماتے ہیں تو یہ ہمارے لئے ان نوجوانوں کے لئے جنہوں نے ایک استخاری طاقت کے خلاف اپنی جائیں قربان کر دیں، جنہوں نے جیلی

کی کامی کو شروع میں پچانچی کے تختوں کو بوسہ دیا، انہوں نے اپنی ماں و ملک کی قربانی ہی تو پہنچنے والے شرکی ہات نہیں بلکہ فخر کی ہات ہے۔

جام صاحب فرماتے ہیں کہ میں کہ اپنی تقریر میں ان کی ذات کو غاظب کر کے پکھ کرنا ہے۔ درحقیقت ایسی بات نہیں ہے۔ جہاں میں نے کوئی ہات کی ہے وہاں میں نے اس طبقے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے والیان ریاست کا ذکر کیا ہے۔ میں نے سرداری سسٹم کا ذکر کیا ہے۔ میں نے قبائلیت کا ذکر کیا ہے، اس میں میں نے کسی خاص فرد کو خصوصی حکم کے نہیں کھا ہے۔ کبھی جام صاحب اپنی ہر دلعزیزی اور عوام میں والیان ریاست کی جیشیت نے معمولیت کا ڈھونگ رچانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ذکر فرمایا۔ لس بیلے کے اسے میں تو میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ہی آپ اپنے سب سے بڑے نواب اور بادشاہ کا تجزیہ کریں۔ جن کے صاحبزادے کے مقابلے میں کچھی کا ایک عزیب کسان میدان میں آیا اور ملے شکست دی۔ تو جب میں نے یہ کہا کہ والیان ریاست کا دور ختم ہو چکا۔ اب بلوچستان کے عوام ان سے بیزار ہو چکے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کے لئے انہوں نے کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔ تو میں ایسا کہنے میں حق بجا بس تھا۔

جام صاحب فرماتے ہیں کہ نیشنل پارٹی کی بنیاد غائب قلات نے رکھی۔ مجھے انہوں سے کہنا پڑتا چہ۔ کہ جام صاحب جیسے قہیدہ شخص اس غلط فہمی میں کیسے مبتلا ہو گئے۔ کیا یہ جام صاحب سوچ بھی سکتے ہیں کہ ایک والی ریاست کی جیشیت سے اس زمانے میں جب کہ ملک میں انگریزوں کی حکمرانی تھی۔ اس زمانے میں جب کہ عبدالصمد خان جیسے آدمی سے جملہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ کسی والی ریاست کو یہ جراحت ہو سکتی تھی کہ وہ پولیسکل پارٹی بن لے۔ اور اس کی سربراہی کرنے؟ کیا جام صاحب نے اپنی والی ریاست میں کبھی ایسی جماعت بنائی ہے یا بنانے کا حصہ نہ تھا ہے؟ تو گزارش ہے کہ قلات نیشنل پارٹی جب بھی تو اس کے بالی میر عبدالعزیز کر دیتے۔ ۱۹۳۷ء میں سبی کے مقام پر میر عبدالعزیز اور ان کے ساتھ ہم دو تین آدمیوں نے مل کر قلات نیشنل پارٹی بنائی۔ اس قلات نیشنل پارٹی کے اس وقت کے مطابقات ایسے تھے۔ جو خان قلات کو پسند کرے تھے۔ مثلاً ایک مصالحہ یہ تھا کہ مالیے بلوچی علاقوں

کو ملا کر ایک حکومت بنائی جائے ایک طاقتور حکومت بنائی جائے۔ یہ ان کی پہنچ کے مطابق تھا۔ لیکن بعد ازاں جب دوسرے مطابق سامنے آئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۴۷ء میں منونگ میں نیشنل پارٹی کے سالانہ جلسے میں خان قلات اور اس کے مرداروں کے لئے نئے خلد کر دیا۔ اور آن آدمیوں کو جن میں سے ہمایہ محترم گورنر صاحب اور دوسرے احباب موجود ہیں ریاست بدر کر دیا تا وقیکہ پاکستان نہ بنا۔ قلات نیشنل پارٹی کے اراکین کہ ریاست میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اس صحن میں ہمارے محترم نہرگ خان عبدالصمد خان اپنی کو نیا ہد علم ہے۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ جام صاحب نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ نیشنل پارٹی کی نیاد خان قلات نے رکھی تھی۔

جب والا! ہمارے محترم جام صاحب نے اپنی تین لمحتی کی طویل تقریر میں جن جن ہو رکی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ میں اکا عظیلی جاپ دوں لیکن ایک بات جو خوبیت سے بھر سے متعلق ہے۔ اس کے متصل میں یہ عرض کروں گا کہ پہلیں کی آزادی کے باعث میں عرض ہے کہ جب بیماری حکومت بر سر اقتدار آئی تو یہ اعلان کر دیا کہ پاکستان میں پہلیں بالکل آزاد ہے۔ پہلیں پر کوئی پابندی نہیں۔ جام صاحب نے اپنی تقریر میں جس اندازے پہلیں کا ذکر فرمایا، انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلیں پر اس حکومت کی طرف سے کیا پابندی تھی ہے۔ پہلیں والوں کے لئے کیا کیا مشکلات پیدا کی گئی ہیں۔ ایک فرضی موضع تصور میں یہ کہہ دینا کہ پہلیں کو آزاد ہونا چاہیے یہ صحیح بات نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جام صاحب نے خود ایک تجویز پیش کی ہے۔ یہ ایک الیکی تجویز ہے جسے کم از کم نیشنل عوای پارٹی کبھی بول نہیں کرے گی۔ جام صاحب کا یہ فرمانا کہ ہر مقامی اخبار میں اُن میں سے حکومت کسی ایک اخبار کو پہنچ کرے اور اس کی پہنچ کرے اور اس کو آگے بڑھانے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اخبار والوں کے ساتھ الفاظ نہ کریں۔ بلکہ اخباروں میں سے کسی اخبار کو جو یہ سکتا ہو۔ اسے خوبیں لے پیسے دیں اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جام صاحب کو یہ خیال کیسے آیا۔

جامع میر غلام قارخان | پلاشت آف آئندس سرپری تقریر میں لفظ پروپوش نہیں بلکہ

بیں نے یہ کہا کہ بیان کے مقابی اخبار میں سایہا اخبار جو ان کی نظر میں معیاری ہے۔ اس کی وجہ اخراج کی جلتے

فونکر تعلیم | اس کے یہی معنی ہوتے کہ ایک اخبار کی وجہ اخراج کی جائے ملاکر ہم ہر ایک اخبار کی وجہ اخراج کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بلوچستان کے تمام اخبارات کو ایک نظر پر بھگنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ یہاں سلوک رہا رکھیں گے۔ ان میں سے کسی کو دوسرا پر ذمیت نہیں دیں گے، کسی کو لائج نہیں دیں گے۔ لائج دینا جو سلم یگیوں کا طریقہ کار رہا ہے اور جس سے شاید جام صاحب ہٹتا ہیں۔ اس حکومت میں نہیں چلے گی۔ اس کی ہم محنت چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں جام صاحب نے ہو باش کی تھیں۔ ان کا مختصر جواب دیئے کے بعد میں اپنی تقریب ختم کرتا ہوں۔

مسیر شاہنوارخان شاپیانی | پیغمبر اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ڈپٹی سپیکر صاحب ایں اس پیش کردہ پیشہ بحث پر اعتراض کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اس بحث کا نیادہ تر حلقہ انگلیزی میں پیش کیا گیا۔ میں انگلیزی نہیں۔ ہاتھ آپ کو معلوم ہے کہ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں یعنی فہرست آزاد وہ بلوچستان کا ایک اہم علاقہ ہے۔ اور صوبے کی آمدی میں اس کا خاصا حصہ ہے تو اس کے مسائل بھی کافی ہوں گے۔ جب میں وہاں کا نمائندہ ہوتے ہوئے چھی طرح سے اس بحث کو نہ پڑھ سکتا ہوں نہ سمجھ سکتا ہوں۔ تو لامصالا پر بیکے بحث کر سکوں گا۔ بتول حاجی نق نع کے ہو انہوں نے اپنے لئے فرمایا ہے

کہ "جب ہم نے زبان ہی نہیں سیکھی تو بحث کر کے کیا کمیں گے؟"
 مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ زبان اس حکومت کی ہے جو حکومت بوسیدہ ہو کر ہمایہ
 ملائی سے چلی گئی ہے۔ لیکن اس کی زبان اب تک ہمارے سرپر کاثار قدیم کے طرز پر مول
 ہے۔ حتیٰ کہ اب اردو زبان کو بھی رائج کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم جیسا فرد جو انگریزی
 بھی "لغت" سے بروار نہیں ہے۔ اتنا لئے بحث بھی اردو میں ہنا چاہیئے تھا۔ تاکہ ہم اُسے
 پڑھ کر اپنے مسائل پر اچھی طرح سے عور کہتے۔ بحث کرتے۔ اس لئے میری عرض ہے
 کہ ہمارے لئے اردو میں بحث ضرور ہونا چاہیئے تاکہ اسکو پڑھ کر ہم اپنے مسائل اچھی
 طرح سے پیش کر سکیں۔

مولوی محمد حسن شاہ۔ اب یہ آپ لوگوں کے سلسلے اپنے مطالبات پیش کرتا ہوں ہماری
 ایک خروت بھلی کی ہے۔ بھل کے گذشت کے ہانسے میں عرض ہے کہ پرانی حکومت کے وقت سے
 لے کہ اب تک کچھ نہیں ہوا۔ میاضن حسین صاحب نے کہا کہ ہم یوس سے منگوائیں گے۔ کافی
 انتظار کے بعد بھی ہمیں کچھ نہیں ملا اور اب ڈندر خداک صاحب کہتے ہیں کہ ہم بعد بست
 کر رہے ہیں۔

تاتریاق از عراق آور وہ شود لار گنگیدہ مُسردہ شود

میں وزیر خراک صاحب سے درخواست کر رہا ہوں کہ وہ جلد از جلد بند بست کریں۔ اس
 کے علاوہ ہمارے ملائی میں کاریزدیں کی بہت خروت ہے۔ عام تکلیف سے دوچاریں۔
 لوگ پہاڑوں میں رہنے کی وجہ سے بھوک سے مر رہے ہیں۔ ان پر درم فرمائے کہ دنیا شرک
 بنوانی جائے اور اماج کی قلت کو دیکھ کر ان کے لئے اماج کا کوئہ بارہ سیر یا پندرہ
 سیر مقرر کیا جائے۔ چینی کی بھی سخت قلت ہے۔ اور ہمارے ملائی کی سڑکیں سب کچی
 ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی مگر سابقہ حکومتوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ اور موجودہ حکومت
 سے میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اب ہمارے ملائی پر درم کر کے اس کی مشکلات

بند کریں۔ اگر آپ ہمارے اپنے رحم کریں گے تو خدا آپ پر رحم کرے گا۔

جامع میر غلام قادر خان

آپ مطالبه کریں گذارش نہ کریں۔

مولوی محمد حسن شاہ

مطالبه آپ کریں ہم عرض کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگ ہمیں اتنا بھجئے تو ہمارے ساتھ اچھا سلیک کرتے۔ اب تک ہیں کیوں نظر انداز دکھا گیا۔ کیا کسی نے آج تک یہ پوچھا ہے کہ سابقہ حکومت ہم پر کیمیں ظلم کرتی رہی ہے؟۔ آپ (جامع صاحب) طالع تور ہیں آپ ناب ہیں اس لئے آپ مطالبه کریں ہم سوال کرے گے۔

جامع میر غلام قادر خان

اب تو حکومت آپ کی ہے۔

مولوی محمد حسن شاہ

میری کوئی حکومت نہ ہے۔ حکومت تو آپ کی ہے۔ اگر میری حکومت ہوتی تو مجھے تقریر کرنے دیا جاتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں حکومت سے پہنچے علاقے کے لئے اتنی رقم مانگتا ہوں جو کہ میرے علاقے کے لئے کافی ہو کیونکہ میرا علاقہ بہت پسندیدہ ہے۔ مگر میں کوئی امداد نہیں ملی۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں پھر میں صرف ہمیں ہی نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں موجودہ حکومت سے دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ ہماری حقیقی کے لئے مزدور پکوئے نہ کم افکام کریں۔

مسٹر فیضی اسپیکر

بیف اللہ صاحب آپ بولئے!

میاں سیف اللہ خان پاٹھیہ

جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں اپنے دوست میر احمد انداز خان بھائی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بلوجہستان کی پہلی ابھی جو کہ ابھی حال ہی میں متزدہ ہوئی ہے اور مہلی بار متزدہ ہوئی ہے، اسیں انہوں نے بلوجہستان کا بجٹ پیش کیا

ہے یہ ان کو بڑا اعزاز ملا ہے میں اس پر ان کو مبارکہ دپیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک تایکی واقع ہے۔ اور ہر جمہوریت پسند شخص اس پر خوش لامہار کرتا ہے۔

بجٹ کی جو تقاضہ میر صاحب نے اس سعزاں میں کی ہے۔ اس میں انہوں نے

بتایا کہ کل Receipts (نامہ کروڑ ۴۰۰) لاکھ ہے۔ یہ ۱۹۴۲-۴۳ کے تحفظیں ہیں اور ساختہ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اسیں سینئرل ٹیکس کے چار کروڑ چھیاں لاکھ روپے بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اس مختصری آمدن کے بر مکن Non Development Expenditure داکو دشتر لاکھ ہے۔ یہ چیز ہمیں بھولنی چاہیئے۔ کہ ہمارے صوبے کی آمدی کمی کم ہے۔ اور اس کے مقابلے پر ہمارا خرچ کتنا زیادہ ہے میں اس وقت ایک چیز پر ضرور اعتراض کریں گا کہ جب ہماری آمدن اتنی کم ہے۔ تو اتنے بڑے بڑے سیکھری صاحبان رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اتنے جانت سیکھری رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اتنے پڑی سیکھری رکھنے کی یہیں کیا ضرورت ہے۔ اتنے سیکشن آفسروں کی کیا ضرورت ہے سیکھریت ہمراہا ہے آپ جائیں تو آپ جیران رہ جائیں گے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب بلوچستان کو ایک اے۔ جی۔ جی جلاتا تھا۔ اس کے شاف کو آپ دیکھیں کس قدر مختصر تھا۔ مگر آج ہمارے بلوچستان کی حکومت لوگوں ایک ادارہ بن گئی ہے دن ہم تبدیل ہو رہی ہیں۔ روز بروز نئے ہدایے تیار کئے جا رہے ہیں تاکہ کسی نہ کسی پر یہ ہر لانگ کی جائے کہ اسکو پرداشت مل جائے جب ہم اتنے عزیب ہیں تو ہمیں اپنی غربت کا احساس ہونا چاہیئے۔ ہم کو اتنا بڑا ایڈمنیسٹریشن کا ڈھانچہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس میں نے اخبار ہیں یہ پڑھا کہ ہماری حکومت نے یہ بیان کیا ہے کہ کشراں ختم کر دی جائیں گی۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ مگر ساختہ ساختہ یہ کہتا ہوں کہ اپنی عزیزی کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ ہمارا خرض ہے کہ انتظامی ڈھانچہ ہماری آمدن کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ہماری آمدن سے باہر نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد ہمارے ذمہ خذلانے سالانہ ترقیاتی بروگلم کے متعلق یہ بتایا کہ ۳۷۔ ۴۰ میں بارہ کروڑ پانچ لاکھ روپے کی تجویز شدیں

۶۸

کوئی بے اُن کی ۱۰ فریضہ نمبر ۲۳ پر جس میں انہوں نے بارہ کروڑ پانچ لاکھ کی تفصیل دی ہے۔

					Lacs.
1.	Water	284.82
2.	Agriculture	181.10
3.	Physical Planning and Housing	72.75
4.	Industries	10.19
5.	Education	119.49
6.	Health	146.48
7.	Transportation and Communication	252.20
8.	Manpower	5.30
9.	Rural Works Programme	112.67
10.	Studies research and Education	2.00
11.	Water (WAPDA)	20.00
<hr/>					
Total ...					1205.00
					"

سب سے پہلے نو میں ایک بیکھر پر آتا ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریب میں فرماتے ہیں۔

In the Agricultural sector we decided to subsidise the rental charges of Bulldozers. Similarly, we have also agreed to subsidise the extention of Tube wells to the extent of two third of the total cost. For subsidising the above activities, a Rupees 5 Lacs is provided Development Programme.

جانب اپسیکراتنے بڑے شبے کے ۲۷ پانچ لاکھ کی سب سدی لآتے ہیں مگر جی انہیں ہم ۲۷۴

لک شاید ایجینل پھر کی اہمیت کو صوس ہی نہیں کیا۔ ہلکے پاس بہت سمجھائش ہے۔ آپ کو یہ پاد ہو
گا کہ دس سال پہلے اسی کوشہ میں ہم یہ دیکھتے تھے کہ شہر کی حدود سے جب ہم باہر جاتے تھے
خصوصاً سفلی رعڑ کی طرف تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا مگر آج آپ دیکھیں گے کہ وہاں پر باغات
ہیں۔ سبزیاں اکافی جا رہی ہیں، فضیلیں اکافی جا رہی ہیں اسے اسی طرح میں آپ کی توجہ کانکھ دیلے کی
طرف دلانا چاہتا ہے تو وہاں پر کچھ بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ ہائل ویران جگہ تھی۔ مگر آج جب
وہاں کوئی سبتا تو دل خوشی ہے کہ وہاں پر فضیلیں اور باغات
لگے ہوئے ہیں۔ یہوب ویل لئے ہوئے ہیں اور دن بہ دن فصلوں اور باغات کی تعلیم
بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح ہماری ثقہ دیلی ہے ہندوستان سے لیکر فروٹ سٹوکنیں بکھار دی ٹھہب
میں دریافتے ثوب ہے اور یہ دریا کہیں تو سطح پر ہے اور زیادہ تر سطح کے پیچے جاتا ہے۔ یہاں
پر ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہندوستان سے لے کر فروٹ سٹوکنیں بکھارنا علاقہ ہے وہ باغات
اور فصلوں سے ہم بھر سکتے ہیں۔ اسی طرح سٹرنگ سے قلات کا علاوہ اسی طرح بلوجستان میں
کئی علاقے ہیں۔ جہاں پر ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر یہ اغراض منزد کروں گا کہ ایجینل پھر کی
کی اہمیت ہم نے اب تک صحیح طریقہ محسوس نہیں کی ٹرکٹوں اور یہوب ویلوں کے لئے جو سب سٹوک
رکھی گئی ہے جو بناست کم ہے۔ اگر بلوجستان نے ترقی کرنے ہے تو بلوجستان کی بیک بون ایجینل پھر کو بنتا، دو
تکہ اندھری نہیں۔ یہلو خدا یک صفت کا۔ ہول میں خدا ایک انہیٹر ہوں۔ میں مائینگ انڈسٹری کو جانتا
ہوں۔ میکنیرا جزو یہ کہتا ہے کہ اگر بلوجستان نے ترقی کرنا ہے تو یہیں ایجینل پھر اور فروٹ
فارمنگ کی طرف توجہ دیتا پڑے گی۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے کچھ سجادہ رکھنا چاہتا ہوں
میں نے اس لیان میں کمی سوالات پوچھے اور ان کے جوابات بھی ملے۔ ان جوابات کی بنیاد پر میں نے
مندرج ذیل اعداد شمار اکٹھے کئے ہیں۔

۱۹۰۸ء میں سارے بلوجستان میں جو چیل پیدا کیا گیا وہ پہاں لاکہ امشتری برادریں تھا۔ جس کی
خوک قیمت یعنی یہ بہت *Conservative Figures* ہیں۔ یہ میں نے وزیر صاحب کے حلقہ
سے نکالی ہیں۔ اکیس کروڑ اٹھسٹو لاکھ روپے کا فروٹ خوک ریخ کے حساب سے فروخت
ہوا ہے۔ میں یہ نہیں جھوٹا چاہیئے کہ کوئی بھی زیادہ پیدا ہوئے تو کون سی چیز کی زیادہ قیمت ہے۔

اس کے مطابق ہیں وزن رکھنا چاہیے آپ اندازہ لگائیں کہ بادام تین لاکھ اکٹا ہیں ہزار من جس کی قیمت تین کروڑ پھر لاکھ روپے ہے ۱۹۴۷ء میں بوجستان میں پیدا ہوا۔ چند لاکھ سڑو ہزار من سبب پیدا ہوا ہے۔ اس کی قیمت ساٹھ سببے فی من کے حساب سے چار کروڑ روپے بتا ہے اس کے بعد زردا تو تین لاکھ اٹھسٹھ ہزار من تھا۔ جس کی قیمت ایک کروڑ سیٹالیں لاکھ ہوتی ہے جوئی چیزوں کو میں نہیں گتا جن میں چیری اور نارنگی شامل ہیں۔ کھورا۔ جس کے آپ چیران ہوں گے کریہ میں لاکھ من فروخت ہوا ہے۔ جس کی قیمت سات کروڑ چودھ لاکھ روپے بنی ہے۔ اور تمام میوه جات میں یہ اٹم سب سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح انگوڈ ہے جو پچھ لاکھ تریپن ہزار من ہے اور جس کی قیمت دو کروڑ اٹھائیں لاکھ رہتے ہیں۔ اس طریقے سے اکیس کروڑ اٹھسٹھ لاکھ پیٹھ کا پل بوجستان نے فروخت کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ یہیں کہ ہم نے کتنی گندم پیدا کی ہے۔

وزیر تعلیم پاؤ اونٹ آن آرڈر۔ آنبل مسجد نے ابھی زراعت اور صنعت کا تجربہ کیا ہے۔ میری گذارش ہے کہ جہاں وہ چلوں کے متعلق بتاتے ہیں ساٹھ ہی وہ یہ بھی تجربہ نہیں کر سکتے اور کہ ماٹ میں کتنی پیداوار ہوتی ہے؟

ہبیاں سیف اللہ علیان پر الجھ میں یہ اعلان شمار وزن کا آپ تسلی رکھیں۔ سب چیز آپ کے ساتھ آئیں گی۔

تو ہم عرصن کر رہا تھا کہ اس کے پر لکس بوجستان میں گندم کے لئے ہمارے جو Estimates ہیں تھے اسیں لاکھ نو ہزار من ہے اور اگر اس کی تجربت میں روپے من بھی لگائی جائے جو کہ بہت نیادو ہے تو اس کی قیمت پانچ کروڑ تازون لاکھ روپے بنی ہے۔ یعنی ہم یہ ہمیں بھولنا چاہیں کہ بوجستان کے لئے کون سی چیز زیادہ ضروری ہے کس چیز کی نیادہ ابھیت ہے اور کیس کی کم۔ تو ہم عرصن کے لئے تھا کہ یہ رقم جو ٹوب دیلوں کے لئے یا ٹرکیوں کے لئے رکھی گی اسے بہت کم ہے۔ کیونکہ بوجستان کی ترقی کے لئے ضروری ہے.....

جامی میر غلام قادیقان | بواںٹ آفت آرڈینیشن معزز میر کی قوجہ اس طرف سہول کرانا چاہتا ہوں
کہ سات گروڈ روپے بھور کی تفصیل ہو بتائی گئی ہے آیا یہ درست ہے؟

میاں سیدف الدین خان پر اپنے | وہ وزیر خداک صاحب چاہ دین گے.

جامی میر غلام قادیقان | میرے خال میں سات گروڈ روپے کا بھور کا فروخت ہونا درست
نہیں۔ کیا سکلان اتنا مالا مال ہے؟

وزیر خداک فرما دعوت | جی ہاں سکان مالا مال ہے۔ آپ کمان کو یوں بھیں سات لاکھ من بھور
سے زیادہ ہمیسا ہوتا ہے۔ آپ اس کی نیت نکالیں۔

میاں سیدف الدین خان پر اپنے | میرے پاس ہے میں آپ کو دھی نکال کر دے سکتا ہوں۔ میرے پاس
یہ اعداد و شمار ہیں۔ لیکن اس کا جواب وزیر صاحب کو دینا چاہئے کیونکہ یہ اعداد و شمار ہمیں
نے ہمیں دی ہیں وہ بی ہے۔

وزیر خداک فرما دعوت | میں اس میں احتاذہ کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ ذلاکھ من سے زیادہ
بھور پیدا ہوتا ہے۔

میاں سیدف الدین خان پر اپنے | شیک ہے جی۔ ہم اس کو چیخ نہیں کر سکتے۔

وزیر خداک فرما دعوت | میں آپ کے امین کے لئے عرض کر دیں کہ ہم چلاکھ درخت ہیں اور ایک
درخت سے سالانہ چار من بھور پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح اگر تین من کے حساب سے بھی آپ حلب نکالیں تو

میاں سید حسن اللہ خان پیراچھا | جب میں نے خود پہلے حساب لگایا تو مجھے حیران ہوئی تحقیقات کے عوام کو ایسی نکسی یہ پتہ نہیں ملا کہ درجتیست اس صوبے میں کتنا پھل پیدا ہوتا ہے وادھہ ہر قسم کا پھل کتنا کتنا پیدا ہوتا ہے۔ اب کھجور کو لے لیجئے اس پر کتنی حیرا تگی میں ہوتی ہے۔ یہ واٹھی حیرا تگی کی بات ہے اج دون ہنگ کسی نے بھی علام کو یہ نہیں بتایا کہ نڈاعت میں بڑی گنجائش ہے۔ شال کے طور پر زینفناور چبلدار درختوں کا جو آرچہ ڈالکرتے ہیں ان کی اوسطاً امداد دو ہزار روپے سے لیکر تقریباً ہائی چھڈ ہزار روپے سالانہ فی ایک ہزاری آمدی ہے۔ یہ میں MATURE باغ کا کہتا ہوں۔ جسے پیدا ہائی بننے میں سات آخر سال لگتے ہیں۔ سب کو چھ سات سال لگتے ہیں۔ زردا لوکوں کو بڑا ہونے تک کچھ کم وقت مگا ہے۔ جہاں تک ہم عمری خلیں پیدا کرتے ہیں۔ شال کے طور پر انچ وغیرہ بہا اس پر ہم یہ قیمتی پانی ضائع کرتے ہیں مگر حکومت کا پر فرض ہے کہ زینفلوں کو یہ بتائے کہ اس قیمتی پانی کو ضائع نہ کریں۔ اس سے پھل پیدا کرنے والی حکومت کا پر فرض ہے اور پنہاپ سے بھی حاصلی جاسکتی ہے اور بے میں یہ پھل کے کھلنے والے زیادہ جائیں۔ گندم سعید اور پنہاپ سے بھی حاصلی جاسکتی ہے اور بے میں یہ پھل کے کھلنے والے زیادہ طور پر دہی لوگ ہیں اس طرح یہ لاک قسم کا ایک بینچ ہے۔ تو ہم خواہ سخاہ گیوں اپنا پانی گندم دھنیوں کے ضائع کریں جو کہ پھل کے مقابلے میں کم قیمت ہے ہیں۔ ابھی میرے ایک سرزا دوست نے رقہ بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ مکان میں ثیٹ فیکٹری بند پڑی ہے۔ مجھے تو پتہ نہیں ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس کی تحقیقات کرے کہ نیکری گیوں بند پڑی ہے۔ جبکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ نولاکھ من سے بھی زیادہ کھجور دھال پیدا ہوتا ہے۔

وزیر خوارک نڈاعت | میں آپ کو اپنی تقریب لمبا کرنے کی زحمت نہیں دوں گا۔ کیونکہ جب ہم نے ٹیک اور کیا تو اس کے درسرے ہی دن ہم نے اسے کھولنے کا حکم دیا اور کارخانہ چل رہا ہے۔

میاں سید حسن اللہ خان پیراچھا | آپ نے بڑا اچھا قدم اٹھایا ہے۔ جہاں تک حکومت کا

تعلق ہے۔ اب حکومت آپ کے تاخت میں ہے آپ اس سے متباہ نہیں ہو سکتے کہ آپ یہ کہیں
گو جاتا ہم تو ابھی آئے ہیں اور پچھلی حکومتوں نے بدعتناہیاں کی ہیں اب جب آپ آئے ہیں
قریب ذمہ داریاں آپ کے کمزصوں پر آگئی ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ جو غلط کاریاں اور جو
غلط کام ہوئے ہیں انکو درست کریں اور جو غایباں ہیں ان کو درد کریں۔ اب آپ کی
ذمہ داریاں یہ ہیں کہ ان سب براہیوں کو تھیک کریں اور اس بہانے سے آپ قادر ہے
انھائیں کریں یہ تو پچھلی حکومتوں نے کیا تھا۔ اس لئے یہ الزام ہم پر نہیں آسنا۔ جوں جوں دن
گزر رہا ہے ذمہ داری آپ پر آ رہی ہے۔ جتنا آپ انہیں تھیک کرنے میں جلدی کریں گے
ہتا ہی اجھا ہو گا اور اگر آپ ایسا نہیں کریں گے۔ تو ہم یہ حق پینچتا ہے کہ ہم آپ پر تقدیم
کریں کہ جب عوامی حکومت پہلی وفخہ بلوچستان میں آئی ہے۔ تو اس نے کیوں وقت مذکوٰع کیا اور
خایاں کیوں دور نہیں کیں اور عالم کے مفاد کے لئے کیوں قدم نہیں اٹھائے۔

تو ہم عرصن کر رہا تھا کہ دیگر پلجر کے فیلڈ میں نیچ کا پیدا کرنا بلوچستان کے لئے ہمایت
نامدہ مندرجہ ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ پارٹیشن سے پہلے یہاں پر ایک فرم تھی۔ جس کا ماک
ہندوستان۔ جو کہ بھولوں کا نیچ پیدا کرنی تھی اور یہاں پر بھولوں کے نیچ پیدا کر کے سارے
ہندوستان میں بھیجا جانا تھا اور لوگ بہت پسند کرتے تھے۔ یہاں کا موسم نیچ پیدا کرنے
کے لئے بہترین ہے۔ لہذا بھیزیوں کے نیچ بھولوں کے نیچ اور دیگر جمیزوں کے نیچ ہمیں پیدا
کرنے چاہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ ہمارا محکمہ ریاست پکھ تحریرات کر رہا تھا۔ مگر اب وقت
آگیا ہے۔ کہ ان تحریرات کو ہم عملی حامہ پہنائیں اور دیگر چھی نیچ ہم زمینہ لادوں کو دیں تاکہ
وہ نیچ کی مقدار اور بیشتریں تاکہ وہ کرشل دلیوں کی چیز بن جائے۔ اس کے خلاصہ یہ درست
ہے۔ کہ جہاں جہاں میٹھا پانی ہوتا ہے۔ وہاں پر ہم پھلمدار باغات لگاتے ہیں۔ وہاں ہم نیچ
اور دوسری فصلیں اگاتے ہیں۔ مگر جہاں پر پانی کھالا ہے جو کہ بالکل کھارا نہ ہو وہاں
پر گھاس بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ بلوچستان میں بھیرڑا اور یکریوں کی تعداد بہت زیادہ ہے
یہ ہماری بہت بُری دولت ہے۔ اور ان کے لئے ہمیں گھاس چاہیئے۔ پانی اگر زیادہ
کھا رہا نہ ہو۔ تو گھاس البسی کئی قسمیں ہیں جو کہ ایسے کھانا پان سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

اونہ مال بولٹھ کے لئے پچک ہوتے ہیں۔ اس نئے میں حکومت سے مخواست کر دیں گا۔ کہ وہ ایک اپنا پوچکام بنائے کو جس کے تحت ایسی گھاس کو پیدا کیا جا سکے۔ اور جو نکل نہ لعنت کی اہمیت زیادہ ہے۔ تو موجودہ ٹریکٹر کافی نہیں ہیں۔ ان کی تعداد علاقہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہبہت کم ہے۔ جام صاحب (جو میرے دوست ہیں) نے ابھی آپ کے ساتھے بڑا اصرار میں کیا اور لکھ سوال کے جواب میں وزیر صاحب نے ہیں بنایا۔ کہ فی ٹریکٹر ایک ماہ ایک سو کھنڈ کام کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ پرانے ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ یہ پرانے ہوں گے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کے انہد اور باشیں بھی ہیں۔ جس کے متعلق ذکر کیا گیا۔ کہ بھی مرغیان بھی کھلانی پڑتی ہیں۔ ماں بھی دینا پڑتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو پہنچے ختاب کہ دینے جاتے ہیں پھر یہ چھٹی پر یہلا جاتا ہے۔ پھر نہ مہینہ اس کے پیچھے بھاگا پھرتا ہے۔ تو یہ سب پکر ہوتے ہیں بلکہ پکھ دن ہوئے اپنے در زمینہ رارون کا قصہ میرے سامنے آیا۔ اور ان میں سے ایک زمیندار پکھ روڈ کا حصہ اور جو کام دس دن کا تھا وہاں ٹریکٹر ایک سبیسے پٹا رہا۔ کیونکہ وہ زمیندار اس قابل نہیں تھا کہ وہ ٹریکٹر کے درایور کو مرغیاں کھلا سکے۔ یہ میرے نوٹس میں ہے اور اگر وزیر صاحب چاہیں گے تو میں ہنوز اس شخص کو بھی بلاؤ کر ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ اسی طرح ایک اور ماقعہ ہو گا۔ جہاں پر ٹریکٹر درایور اس قسم کا چلا جاتا تھا۔

مرکوزہ الصدر غان اچکزی | بوانٹ آف آئندہ اسمبلی میں بڑی اہم بحث ہو ہی ہے۔ اور لکھ وزیر صاحب کے گفتگو میں معروف ہیں۔

میاں سیف اللہ غان پہاچہ | توحہ میں نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو مجھے بتایا گیا کہ بھی کیا کریں ہم جب ایکٹھی لیتے ہیں۔ چارج شیٹ دیتے ہیں۔ تو اوپر سے اشارہ آ جاتا ہے۔ کہ بھی اس کے خلاف ایکشن مت لو۔ اگر ہماری حکومت

سخت اقسام نہیں اٹھا سئے گی۔ تو یہ شرکت کبھی بھی صحیح طریقے سے نہیں پل سکتے۔ اور ذمیندار اس سے پوچھنا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

ثیوب دیلوں کے متعلق عرض یہ ہے کہ جیسا کہ مجھے معلوم ہے یہاں وہ قسم کے زمیندار ہیں۔ ایک وجہ جن کے ہاس زمینیں ہیں۔ لیکن غربت کی وجہ سے ٹیوب دیل لگانے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے ہر عکس ایسے لوگ ہیں جن کے پاس پیسے ہیں مگر ان کے پاس زمینیں نہیں ہیں۔ بلکہ اتنے پیسے ہیں کہ وہ ٹیوب دیل لگانے سکتے ہیں۔ اس کو ڈیوب پ کر سکتے ہیں۔ اور اپنی زمینداری کا کام بخوبی، پلا سکتے ہیں۔ مگر کوئی زمینیں نہیں ہے۔ نہیں ہے یہیں چاہیے کہ ہم ایک بہت وسیع سیم بنائیں اگر پنجاب اور سندھ میں انشر نیشنل پوسٹ کاموں کے تحت یہیں دھنور کیلئے سینکڑوں ٹیوب دیل لگائے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہیے دوست سمجھتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں ٹیوب دیل لگے ہیں۔ جن پر یہیے خیال ہیں کہ وہیں روپے لگتے ہوں گے۔ تو یقینی طور پر ہم ایک ایسا انشر نیشنل ہندو گرام حاصل کرنے کی مزدور کو سخت کریں کہ یہاں پر بھی ایک ہزار ٹیوب دیل لگائیں اور حکومت کی زمینیوں میں نصب کریں اور باہر کے ہمالیے جو خانہ بدش ہیں یا بھیڑ کمنی چلانے والے ہیں۔ اگر ان کو ہم آباد کریں تو وہ اچھے شہری بن سکتے ہیں۔ اور خوشحال ہو سکتے ہیں۔

مشرخان عبدالصمد خان اچکزی

وفد میں بھی ہونا چاہیئے۔

میاں سید اللہ خان پراچہ وڈھر میں بھی ہونا چاہیئے اور خاران میں بھی ہونا چاہیئے ہر جگہ جو ہونا چاہیئے۔ اور جوز میں حکومت کی ملکیت ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں اور اسید کرنا ہوں کہ ہماری حکومت اس پر عنز فرمائیگی۔ کہ وہ ایسے لوگوں کو long term lease پر دی جائے جو اپنے وسائلوں سے ٹیوب دیل لگانا چاہے اور ان کو آباد کرنا چاہے وہ تین سال کیلئے فی سال کے لئے کر دے۔ حکومت اس تجویز پر بھی عنز کرے اور جہاں پر ایسے لوگ ہیں جن کے پاس زمینیں ہیں۔ تو ہمارے ایک لیکچرل ڈیلپنٹ بک حس سے ہم نے آٹھ تک پول افغانستان اٹھایا ہے۔ میں نے بھی اس مسئلے پر عنز کیا۔ تو مجھے تک لگا کہ ایسے بک

یہ سمجھتے ہیں کہ صاحب ہم کیا کریں۔ ہم جو تقریبے دیتے ہیں وہ ہمیں والپس نہیں ملتے ہماری
الٹسٹنٹ محفوظ نہیں ہے۔ ایک یونیپلچرل ڈیولپمنٹ بانک سے زمینداروں نے پنجاب، سندھ اور
دوسرے عوامیں بہت فائدہ اٹھایا اسگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان کے زمینداروں
نے اس بانک سے ابھی تک صحیح فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہمیں ایسا اقدام اٹھانا چاہیے کہ خواہ ایک یونیپلچرل
بانک ہو دیا کوئی اور بانک یا کوئی اور Financing Agency ہو جو ہمارے زمینداروں کو آسان
مشرائط پر قرضے سکیں اور ساتھ ہی ساتھ ہماری حکومت کو ایسا قانون پاس کرنا چاہیے کہ ایسی
مالیاتی ایجنسی کی رقم محفوظ رہ سکے۔

پانی اور بجلی کا بڑا قریبی رشتہ ہے۔ جہاں ہم ٹیوب ویل لکائیں۔ وہاں بجلی بھی مزود دی جائے یعنیکہ
بجلی کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کے متعلق یہی بعد میں عرض کروں گا۔ یہ بڑا مصروف ہے۔
ہمارے ایک یونیپلچرل ڈیولپمنٹ میں بڑے بڑے اضطراب ہیں۔ جن میں چیف ایجنسٹر بھی ہیں انہیں
بھی ہیں۔ اور شاید ہماری حکومت نے حال ہی میں ایک کوت و والپس دیجھ دیا۔ اس کے بر عکس
ہمارے پاس اتنے کینان اور نہیں نہیں ہیں کہ ہم اتنا بڑا عذر کھیں۔ پنجاب یا سندھ میں یہ عذر
نہروں کی حفاظت کرتا ہے اس کو آپ رہیت کرتا ہے اور اس کے بر عکس ایک آبیانہ ٹیکس لیا جانا ہے
ہمیں بلوچستان میں ایسی سیکم بنانی چاہیے کہ ان ٹیوب ویلوں کا جو میں نے ذکر کیا۔ اگر نہیں
کوئی انٹرنیشنل پر چیکٹ مل جاتا ہے۔ اور ہم اتنی بڑی تعداد میں ٹیوب ویل لکا سکیں
 تو ایک یونیپلچرل ڈیولپمنٹ اسکو لگا کر زمینداروں پر پانی بھی فروخت کر سکتا ہے۔ اور
اس طرح سے آبیانہ ٹیکس زمینداروں پر لگ سکتا ہے۔ یعنی کہ یہ بوجھ ایک یونیپلچرل ڈیولپمنٹ
لے سکتا ہے۔ اور زمینداروں سے بوجھ ہشایا جا سکتا ہے۔ اس میں بڑی تنگیں ہیں۔
چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ کرنا چاہیے۔ اور کرنا چاہیے۔ اور میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ آج کی بجٹ
تقریبے کے دوران جو میری تجارتیں ہیں۔ وہ آپ کی مدد مدت میں پیش کروں تاکہ ان پر عناد
ہو سکے۔

اب یہ ایک یونیپلچر کے بعد مذکور صاحب کی تقریبے صفحہ ۱۶ پر آتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

"During the next year emphasis will be placed on attracting private capital and initiative by providing suitable incentives. This Government shall invite in the near future the Industrialists of this country and explain to them the policy of welcoming and encouraging capital from the outside."

یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اور بلوچستان کو ترقی دینے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ ہوتی تو یہ آفیشل پالیسی حکومت اس الیوان کے سلسلے میں نہ کرتی۔ مگر میں اپنے فخر میں دوست دزیما علی کو توجہ دلاتا چاہتا ہوں۔ کہ کچھ دن پہلے انہوں نے اسی بات پر Attack کیا تھا۔ ہماری حکومت کو صاف اور واضح پالیسی اختیار کرنا چاہیے اگر وہ بیربط اور لگر بیو سروایہ کو دعوت دے رہی ہے۔ اور انہیں کہتی ہے کہ آئیسے یہاں نیکی کیاں نکالیجے یہاں پر کاروائی لگائیجے تو پھر ان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب وقت آئے تو ان پر Attack کرنے جب وقت آئے تو سریاہ داری کے خلاف ہوئے۔ ایک طرف تو وہ سریاہ داروں کو کہتے ہیں کہ آئندہ دوسری طرف کہتے ہیں کہ سریاہ داری بہت بہتری پیش رہے۔ یہ خلاف ہم ہر ہی تو ہیں موذمانہ گزارش کر دیں گا۔ کہ جب ہماری حکومت نے یہ پالیسی بنائی ہے۔ اور سریاہ میان میں فرشتہ گورنمنٹ نے بھی ایسی ہی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ تو میں اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ ڈبل بات نہیں ہوئی چلپیجے۔

قالدی الیوان | ڈبل بات اور سنگل بات کے کہتے ہیں؟ ذرا تشریح فرمائیں

سماں یعنی مددگاری پر اچھا | ڈبل بات یا سنگل بات یہ ہے۔ مگر آپ کی پالیسی واضح ہی نہیں۔ لفڑاد نہیں ہوتا چلپیجے۔ کبھی آپ کہتے ہیں سریاہ داری حرام ہے۔ کبھی آپ کہتے ہیں ہم سریاہ داروں کو دعوت دیتے ہیں۔ بعض معلوم یوں ہوتا ہے۔ کہ نیپ آپ آئندہ آہتہ سروشکت سے رائیش پاٹی بنتی جا رہی ہے۔ جمہوریت میں ہمارا فرض ہے کہ جب آپ اپنا سینڈ ہیں تو ہم آپ کی توجہ اس بدے ہوئے سینڈ کی طرف ضرور دلا دیں۔ اس کے علاوہ

رنپر صاحب نے اسی صفحہ ۱۴ پر اپنی تقدیر میں فرمایا

"We know that the salvation of this Province lies in massive investments in mining and processing of our mineral products. Preliminary surveys had shown that we are rich in mineral resources. We cannot afford any more to neglect the tapping of these minerals both for exports and internal consumption."

میں بڑی عاجزی سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ باسل غلط ہے کہ صوبہ بلوچستان کی مغلتوں
دولت بہت زیادہ ہے۔ وہ حقیقت پاکستان دنیا کے دوسرا ملکوں کے مقابلے میں حدیثی
کے لحاظ سے غریب سے غریب ترین ملک ہے۔ اور جو مخواہ بہت ہے تو یہ بھی حقیقت ہے
کہ وہ بلوچستان میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ کہنا کہ بلوچستان مدنیات سے مالا مال ہے۔ اما غلط
ہے۔ اور میں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے پہلیں کی اس فلمی کی نشاندہی کر دینا چاہتا
ہوں کہ چارے نیشنل پرلیس نے بار بار اس کو اچھا کر ہمارے عام کو غلط ہی میں ڈال دیا
ہے۔ میں ابھی آپ کے سامنے ثابت کروں گا کہ یہ کیونکر غلط ہے۔ جیسا کہ نیل تلاش کرنے کے
لئے برت پکھ کرنا پڑتا ہے۔ کئی جھگوں پر سرفے کرنا پڑتا ہے۔ نفعی نہیں پڑتے ہیں۔
پھر درنگ کرنی پڑتی ہے۔ اور ہاؤ جو درنگ کے اسیں اگر دس دلیں لگائے جائیں تو
ذخیراً ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ممزاز میں بھی یہی ہوتا ہے۔ تو ہمیں اس کو تلاش کرنے کے
لئے اس کا سرفے کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہاں درنگ کرائیں پڑتی ہے اس کے
سینپلز اکٹھے کرنے پڑتے ہیں۔ ریندو ایسپیکٹ کرنے پڑتے ہیں اس کے بعد یہ اس
قابل ہو جاتا ہے کہ اس کو انٹنگ اپریشن کے سخت لایا جائے۔

آپ ہانتے ہیں کہ چلنازی آئرن اور پر کافی کام ہو رہا ہے۔ کچھ دن ہوئے ہمارے
برٹے دوست چین نے ایک ڈیلی گیش پہنچا۔ وہ والبندیں گیا۔ انہوں نے

مشتری ٹیکسٹ اسپیکر | ہم ختم ہو چکا ہے۔ ہذا احلاس کل صح آٹھ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے
داہم کی کارروائی اگلے دن صح آٹھ بجے تک ملتوی ہو گی)